ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت یک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۵

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ر

قیمت ششماہی بیرون ہند ۹ر

نمبر ۱۶۸	مطابق ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء	یوم شنبہ	مورخہ ۲۲ شوال ۱۳۵۴ھ	جلد ۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۶ جنوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی آنکھوں میں ککروں کی وجہ سے تکلیف ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

آج ۹ بجے صبح غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہونے والے دو مجاہدین چوہدری حاجی احمد خان صاحب ایاز بی اے ایل ایل بی اور مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل کے اعزاز میں دفتر پرائیویٹ سکرٹری و دفتر تحریک جدید کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔ اور تقریر کی دونوں اصحاب سوا دو بجے کی ٹرین سے روانہ ہوئے۔ سٹیشن پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لے گئے۔ علاوہ ازیں سینکڑوں اصحاب الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ نیشنل لیگ کور کے قریباً تین صد والنٹیرز بھی سٹیشن پر باوردی حاضر تھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر دو مجاہدین کو معانقہ کا شرف بخشا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وجد و طرب کو خدا شناسی کا ذریعہ سمجھنے والے غلطی خوردہ ہیں

فرمایا:۔ "بعض انسانوں کو دیکھو گے۔ کہ کافیاں اور شعر سنکر وجد و طرب میں آجاتے ہیں۔ مگر جب مثلاً ان کو کسی شہادت کے لئے بلایا جائے۔ تو عذر کرینگے۔ کہ ہمیں معاف رکھو ہمیں تو فریقین سے تعلق ہے ہمیں اس معاملہ میں دخل نہ دو پس سچائی کا اظہار نہ کرینگے۔ ایسے لوگوں کے وجد و سرور سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ جب کسی ابتلا میں آجاتے ہیں تو اپنی صداقت کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ ان کا سرور و وجد قابلِ تعریف نہیں۔ یہ سرور و وجد ایک عارضی چیز اور طبعی امر ہے۔ بعض منکرین اسلام جن کو تمام پاکبازوں سے دلی عداوت ہے۔ وہ بھی اس سرور سے حصہ لیتے ہیں۔ ایک متعصب ہندو مثنوی مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر سرور حاصل کرتا تھا۔ حالانکہ وہ دشمن اسلام تھا۔ کیا تم سانپ کو پاکباز مانو گے۔ جو بانسری سنکر سرور میں آجاتا ہے یا اونٹ کو خدا رسیدہ قرار دو گے۔ جو خوش الحانی سے نشہ میں آجاتا ہے سچائی کا کمال جس سے خدا خوش ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنی وفاداری دکھائے ایسے انسان کا تھوڑا عمل بھی دوسرے کے بہت عمل سے بہتر ہے۔" (الحکم نمبر ۱۴ جلد ۵ سنہ ۱۹۰۱ء)

ریلوے روڈ قادیان کو پختہ بنانے کی تحریک

مخلصین جماعت سے پُرزور اپیل

احباب کرام کو معلوم ہوگا۔ کہ قادیان کی سرزمین کے متعلق خدا تعالےٰ کے بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں۔ ملائکہ اللہ تعالےٰ کے اذن اور علم سے ایسے اسباب مہیا کر رہے ہیں۔ جن سے وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوں۔ مگر مبارک ہیں وہ لوگ جو ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے سعی کرتے ہیں۔ ان کی سعی ملائکہ کی سعی سے مل کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی اور رضا کا باعث بن جاتی ہے

ایک زمانہ تھا۔ جبکہ قادیان کی بستی ایک گمنام بستی تھی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلایا گیا۔ کہ یہاں کثرت سے لوگ آ کر آباد ہوں گے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔ "کچھ وہ ہیں جو دلوں سے اپنے وطنوں اور اپنے املاک کی محبت دور کر چکے ہیں۔ اور عنقریب وہ بھی اسی خاک قادیان کو موت تک اپنا وطن بنانا چاہتے ہیں۔ سو یہی وہ درویش ہیں۔ جن کو خدا تعالےٰ نے میرے الہامات میں قابلِ تعریف کہا ہے۔" (تریاق القلوب ص۵۹ و ص۶۰)

جس وقت یہ نظارہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھایا۔ اس وقت یہ لوگ کہاں تھے۔ مگر ملائکہ نے ان نیک لوگوں کے دلوں میں ایسی تحریک کی۔ کہ وہ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر قادیان آ کر مقیم ہو گئے۔ کاش کوئی دیدہ بینا اس نظارے کو دیکھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ اللہ تعالےٰ نے جہاں قادیان میں ان درویش صفت احباب کے آنے کی الہامات میں اطلاع دی۔ وہاں قادیان کے بڑھنے اور پھیلنے کی بھی پیشگوئی کی۔ چنانچہ ایک کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتلایا گیا۔ کہ قادیان مشرق کی طرف دور تک پھیل گیا ہے۔ اور حضور کو قادیان میں بڑی بڑی سڑکیں اور کھلے بازار دکھائے گئے۔ وقت آئے گا کہ یہ سڑکیں اور بازار دیہاں بن جائیں گے۔ مگر مبارک ہوں گے وہ جو ان کھلے بازاروں اور سڑکوں کی تعمیر میں حصہ لے کر خدا تعالےٰ کے منشا کو پورا کرنے والے ٹھہریں گے

یہ زمانہ برکات اور فتوحات کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدہا نشانات ظاہر ہوئے اور سینکڑوں الہامات پورے ہوئے۔ اور قادیان کی ترقی بھی اس زمانہ میں غیر معمولی طور پر ہو رہی ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ سڑکوں کی تعمیر اور تاسیس بھی اس زمانہ میں شروع ہو۔ پس وہ لوگ جو قادیان میں ہجرت کر کے آ گئے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ہجرت کرنے کا عزم رکھتے ہیں میرے خاص طور پر مخاطب ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے اموال میں برکت دے۔ آپ لوگوں نے خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے اپنے عزیز و اقارب اور وطنوں کو چھوڑ دیا۔ پس دنیا کی محبت آپ کے دلوں سے سرد ہو چکی ہے۔ آپ اپنے نفسوں پر اس ضرورت کو بھی فرض کر لیں۔ تاکہ قادیان میں سردست ایک سڑک پختہ بن سکے۔ پھر میں ان لوگوں کو بھی مخاطب کرتا ہوں۔ جو ابھی ہجرت کر کے نہیں آئے۔ اور نہ ابھی انہوں نے اس کا عزم کیا ہے کہ آپ لوگ بھی اس شہر کے راستوں کی تعمیر و تاسیس میں حصہ لیں۔ جسے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کے لئے چنا۔ اور مرکز بنایا۔

پس اس لئے بھی کہ وہ آپ لوگوں کا مرکز ہے اور ضرورت ہے۔ کہ وہ اپنی صفائی اور ظاہری حالت کے لحاظ سے کسی اچھے شہر سے پیچھے نہ ہو۔ اور اس لئے بھی کہ آپ کی اور آپ کے بھائیوں کی تمدنی ضرورتوں کا مقتضا یہی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اسے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کی ضرورتوں میں سے ایک بڑی ضرورت قرار دیا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ یہ سڑک بنا دی جائے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"تمدنی لحاظ سے ایک اور بات بھی ہے۔ جو زیادہ تر قادیان کے لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اگرچہ باہر کے لوگوں کے لئے بھی ہے اور وہ یہ کہ یہاں جو لوگ باہر سے آتے ہیں ان کو بالخصوص عورتوں اور بیماروں کو سڑکوں کی خرابی کی وجہ سے محلوں تک پہونچنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اب کے بعض لوگوں نے تجویز کی ہے۔ کہ اگر دو ہزار روپیہ ہو۔ تو اسٹیشن سے محلہ تک پختہ سڑک بن سکتی ہے۔ اس کے لئے بھی طوعی طور پر جو دوست ایک آنہ دو آنہ۔ روپیہ دو روپیہ۔ یا پیسہ دو پیسہ ہی یکدم یا ماہوار دے سکتے ہوں دیتے رہیں۔ تو اگلے سالانہ جلسے تک یہ سڑک بن سکتی ہے۔ اس طرح مسافروں کے لئے بہت سہولت ہو جائیگی اور محلے تک پہنچنے میں آسانی ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جنوری مطبوعہ الفضل ۷ جنوری ۱۹۳۶ء)

پس مبارک ہیں وہ جو اس تحریک میں حصہ لیں گے۔ اس لئے کہ یہ حضرت امیر المومنین کی تحریک ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس تحریک میں اس لئے حصہ لیں گے۔ کہ تا سلسلہ کے مرکز کی ایک ضرورت پوری کریں۔ اور مبارک ہیں وہ جو اس لئے اس کام کی تکمیل میں حصہ لیں گے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کا عین منشاء ہے۔ اور ملائکہ اس کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔

پس جو احباب اس تحریک میں حصہ لیں وہ اپنی اپنی جگہ اس رقم کو جمع کر کے محاسب صاحب بیت المال کے نام منی آرڈر بھیج دیا کریں اور کوپن پر برائے تعمیر سڑک لکھ دیا کریں۔

سڑک کے خرچ کا تخمینہ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا ہے میری رائے میں بہت تھوڑا ہے۔ صحیح تخمینہ ماہرین فن سے حاصل کیا جا رہا ہے۔ اور اس کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔ مگر سرسری اندازہ میرے نزدیک پانچ چھ ہزار سے کم نہیں ہوگا۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ماہ فروری کا رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو وی پی ہوگا

ماہ فروری کا رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ان اصحاب کو وی پی کیا جائے گا۔ جن کے ذمہ بقایا واجب الادا ہے۔ ریویو کی مالی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ واپس کئے ہوئے وی پی کا خرچ برداشت کر سکے۔ اس لئے تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جب انہیں وی۔ پی پہنچیں۔ تو انہیں وصول کر لیں اور اگر کوئی صاحب وصول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو ہمیں پہلے ایک کارڈ کے ذریعہ مطلع کر دیں۔ اگر احباب قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں۔ تو زیادہ اچھی بات ہے۔ (مینیجر ریویو اردو قادیان)

درخواست ہائے دعا (۱) سردار نذر حسین صاحب آنریری لفٹیننٹ کا چھوٹا بچہ محمد احمد چند دنوں سے بہت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ (۲) برادرم عبدالکریم خانصاحب بیمار ہیں [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ شوال ۱۳۵۴ھ

جنرل سکرٹری مجلس احرار کا "عزم حج"

مذہبی فریضہ کی آڑ میں شرمناک اغراض کے حصول کی سعی

وہ لوگ جنہیں اس بات پر حیرت تھی۔ کہ احرار نے اپنی بدزبانی۔ بدگوئی اور فتنہ آرائی کے تیروں کا رُخ کیوں یکایک سلطان ابن سعود کی طرف پھیر دیا۔ اور ایک تجارتی معاہدہ کو جس پر ایک کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ آلۂ کار بنا کر کیوں گڑے مُردے اکھیڑنے شروع کر دیئے۔ ان کی حیرانی اس اعلان کو پڑھ کر دُور ہو جانی چاہیئے۔ جو "ترجمانِ احرار" کے تازہ پرچہ میں بایں الفاظ کیا گیا ہے۔ کہ:-

"موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت مولانا مظہر علی اظہر جنرل سکرٹری مجلس احرار ہند و رکن مجلس وضع آئین پنجاب نے **اس سال** حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ کر لیا ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ بہت جلد حجاز روانہ ہو جائیں گے۔ مولوی صاحب نے ٹیکہ کرا لیا ہے اور مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو پاسپورٹ کے لئے درخواست بھی دے دی ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ حج اور روضۂ مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نجف اشرف کاظمین اور کربلا بھی تشریف لے جائیں گے اور مراجعت وطن کے لئے عراق و ایران کا راستہ اختیار کریں گے۔" (مجاہد ۱۶ جنوری)

سیالکوٹ کی احرار کانفرنس میں جب احرار نے ایک طرف تو سلطان ابن سعود کے خلاف تمام ہندوستان میں شورش برپا کرنے کا پروگرام تجویز کیا۔ اور دوسری طرف ایک وفد حجاز بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو اسی وقت محرمان راز نے سمجھ لیا تھا۔ اور اس کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ کہ سلطان ابن سعود کے خلاف شورش پیدا کرنے کی کوشش دراصل اس امر کے لئے میدان تیار کرنا ہے۔ کہ جب احراری وفد حجاز پہنچے۔ تو اس وقت تک سلطان موصوف اس قدر مرعوب ہو چکے ہوں۔ کہ فوراً وفد کو مالا مال کر دینے کا انتظام کر دیں۔ اپنی جان چھڑانے کے لئے اسے مونہہ مانگا انعام دے کر رخصت کر دیں۔ اور اس طرح احرار کو ایک طرف تو اپنی مٹھی گرم کرنے کا موقعہ مل جائے۔ اور دوسری طرف وہ حکومت کے آلۂ کار ہونے کی پردہ پوشی کر سکیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ وفد کے بھیجنے کی تجویز کو ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اور فی الحال مجلس احرار کے جنرل سکرٹری کو جو اپنی ترکش کے تمام تیر سلطان ابن سعود پر چلا چکا ہے۔ حج بیت اللہ کے پردہ میں بھیجا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ اپنے کارہائے نمایاں پیش کر کے احرار کا الو سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔

یہ ہے وہ اصل مقصد و مدعا جو مسٹر مظہر علی اظہر کے عزم حج کے پردہ میں پنہاں ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مسٹر مذکور نے بالفاظ "مجاہد" "اس سال حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ کر لیا ہے۔" ورنہ "اس سال" میں اور کیا خصوصیت ہے۔ جس کی وجہ سے اظہر صاحب "حج بیت اللہ" اور "زیارت روضۂ مطہرہ" کے لئے اس قدر بے تاب ہو گئے ہیں۔ ہاں اگر وہ اس بات کا اعتراف کریں۔ کہ اس سے قبل بے چارے مسلمانوں سے ہزارہا روپے ہتھیا لینے کے باوجود ان پر حج اس لئے فرض نہ تھا۔ کہ وہ من استطاع الیہ سبیلا کی شرط کے لحاظ سے زاد راہ کا انتظام نہ کر سکتے تھے لیکن انہدام مسجد شہید گنج کے موقعہ پر مسلمانوں سے غداری کر کے سکھوں کی حمایت کرنے کے صلہ میں انہیں اس قدر ہاتھ رنگنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ کہ وہ نہ صرف اپنے پسماندگان کے لئے بافراغت اخراجات کا انتظام کر سکتے ہیں۔ بلکہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ مطہرہ کے علاوہ نجف اشرف کاظمین کربلا۔ عراق اور ایران کی سیر و سیاحت بھی کر سکتے ہیں۔ تو "اس سال" ان کے عزم حج بیت اللہ کی ایک وجہ سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ورنہ صاف ظاہر ہے۔ کہ "اس سال" کا انتخاب محض اس پروپیگنڈا کی وجہ سے کیا گیا ہے جو احرار نے اور خاص کر اظہر صاحب نے سلطان ابن سعود کی ذات اور حکومت حجاز کے خلاف کیا۔ اور جس کی بنا پر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ سلطان ابن سعود کافی طور پر احرار سے مرعوب ہو چکے ہونگے۔ اور ان کے ہر ایک مطالبہ کے سامنے بلا چون وچرا سر تسلیم خم کر دیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا۔ تو حجاز میں داخل ہو کر فتنہ پردازی کی اور راہیں نکالی جائیں گی۔

ان حالات میں اور اس پروپیگنڈا کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو حال ہی میں احرار اور خاص کر مسٹر اظہر نے حکومت حجاز کے خلاف ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور صرف کرتے ہوئے کیا۔ اور حکومت حجاز کے ساتھ ہی حکومت برطانیہ پر بڑے شد و مد سے طرح طرح کے الزامات لگائے۔ مسٹر اظہر کا حجاز میں داخلہ جس قسم کے خطرات پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اس وجہ سے حکومت ہند پر یہ ذمہ واری عائد ہوگی۔ کہ اس نے دیدہ دانستہ حکومت حجاز کے لئے مشکلات پیدا ہونے کی پروا نہ کی۔

مسٹر اظہر صاحب نے حال ہی میں حکومت حجاز اور حکومت برطانیہ کے خلاف مضامین کا ایک لمبا سلسلہ جو "ترجمان احرار" "مجاہد" میں لکھا۔ اس کے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں حکومتوں کے دوستانہ تعلقات کو بگاڑنے کے لئے بظاہر ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اور انگریزی حکومت کے متعلق یہاں تک لکھ دیا۔ کہ

"نجد و حجاز کو دو مضبوط زنجیروں میں جکڑا جانے کے بعد اب قلب حجاز میں تیسری مضبوط زنجیر اقتصادی ترقی کے نام پر تیار ہو رہی ہے۔ یعنی قلعہ کے باہر بحری جنگی جہاز ہوائی جہاز اور فوجیں ڈیرہ ڈالے اور کوس لمن الملک بجاتے کھڑی ہیں۔ اور اب قلعہ کے اندر بیرونی حریف کو قلعہ کی مرمت کے کام کے لئے قلعہ کے دروازوں کو کھول کر حسب منشا آنے جانے کی اجازت دیدی گئی ہے۔"

گویا حکومت انگریزی کو اس رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اس نے پہلے ہی حجاز کو دو مضبوط زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ اور اب وہ حجاز میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لینا چاہتی ہے۔ پھر لکھا ہے:-

"عقلمند وہ ہے۔ جو خطرہ کو پہلے سے بھانپے۔ اور اسے روکنے کی کوشش کرے۔ لیکن اپنے سے قوی دشمن کو جس کی عداوت مہینوں اور برسوں کی نہ ہو۔ بلکہ طولانی صدیوں کی ہو۔ اور جس نے جنگ عظیم کے بعد لارڈ ایلنبی کے یروشلم پر قبضہ کرنے کو آخری اور فتحمندانہ صلیبی جنگ سے تعبیر کیا ہو۔ اسے قلب حجاز میں جگہ دینا نادانی نہیں؟"

ان سطور میں قوی دشمن اور ملک حجاز سے طولانی صدیوں کی عداوت رکھنے والے انگریز قرار دیئے گئے ہیں۔ اور اس طرح یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ حکومت حجاز کے انگریزوں سے دوستانہ تعلقات نہایت خطرناک چیز ہیں۔

انگریزوں کے متعلق یہ خیالات رکھنے والے اور ان کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں اس طرح زہر بھرنے والے شخص کے لئے حجاز میں جانے کے لئے اگر حکومت آسانیاں مہیا کرے۔ اور اس کا رستہ صاف کرے۔ تو اس سے ان لوگوں کے خیالات کو یقیناً تقویت حاصل ہوگی۔ جو یہ خیال کر رہے ہیں۔ کہ احرار عوام الناس کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے حکومت برطانیہ کے خلاف محض نمائشی شور و شر بپا کر رہے تھے۔ تا کہ انہیں حکومت کا آلۂ کار نہ سمجھا جائے۔ اور اس کے لئے حکومت نے انہیں خود موقعہ دے رکھا ہے۔ ورنہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ جو لوگ ابھی تک حکومت انگریزی اور حکومت حجاز کے تعلقات کے خلاف بظاہر اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور دونوں حکومتوں پر طرح طرح کے الزامات لگا کر ایک شور برپا کر رہے ہیں۔ نہ صرف ان سے کسی قسم کی بازپرس نہیں کی جاتی بلکہ ان کے جنرل سکرٹری کو قلب حجاز میں پہنچنے اور ملک کے طول و عرض میں چکر لگانے کی اجازت دے دی جا[illegible]

ملفوظات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

خدا تعالیٰ کی حقیقی محبت کا سبق پڑھانے والے بابرکت مدرسے

۱۱ جنوری بعد نماز ظہر مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی لڑکیوں کا نکاح پڑھتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اسے جسقدر قلم بند کیا جا سکا۔ وہ حسب ذیل ہے:

حضور نے فرمایا۔ شادیوں کا معاملہ محبت کی بنیاد کے قیام کے لئے ہے۔ میاں بیوی کی محبت درحقیقت خدا ہی کی محبت کا ظل ہے۔ شادی ایک مدرسہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کے عشق کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ پرانے صوفیا میں سے بعض کے متعلق بعض اقوال سے پتہ لگتا ہے۔ کہ انہیں محبت مجاز نے عشق حقیقی کی راہ دکھلائی۔ اس میں لوگوں نے مبالغہ کر لیا۔ اور اس کی اصل صورت کو بگاڑ دیا ہے۔ بعض لوگوں کی طرف سے یہ باتیں ایسے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ جس سے ان کی پوزیشن تاریک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جس عشق مجازی کو روایات میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اتنی گھناؤنی اور مکروہ چیز ہے۔ کہ اُسے عشق حقیقی کا پیشرو قرار دینا عقل کے خلاف ہے۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ماں باپ اور بچوں کا تعلق۔ اور میاں بیوی کا تعلق ایک مدرسہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے عشق حقیقی کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ ایسے سامان موجود ہیں۔ جو محبت کا سبق محبت کی جائز اور طبعی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ تو پھر کسی اور صورت کا پیدا کرنا جو ناجائز ہو۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ماں باپ کی محبت اپنے بچوں سے اور میاں بیوی کی محبت ایک دوسرے سے پاکیزہ صورت میں خدا کی محبت کی تصویر ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کی محبت کو خدا تعالیٰ کی محبت کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور خاوند بیوی کے تعلقات کی بنیاد جس محبت پر ہے۔ وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق عمل اور کلمات سے ثابت ہے پس انبیاء جیسی پاکیزہ درس دینے والی جماعت کے طریق عمل کی موجودگی میں اور کسی کی ایجاد کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور یہ حماقت ہے۔ کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ملاقات کا ذریعہ بنایا ہے۔ اسے ایسے طریق سے استعمال کیا جائے کہ جو خطرات سے پُر ہو۔ مگر لوگوں نے اس قسم کی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی کے مونہہ میں لقمہ اس نیت سے ڈالتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو۔ تو ثواب پاتا ہے۔ وہ کھانا تو بیوی کو کھلاتا ہے جس سے اس کے جسم میں صالح خون پیدا ہوتا ہے۔ اس کے چہرہ میں خوشنمائی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے تندرست بچے پیدا ہوتے ہیں۔ گویا بیوی اس کی۔ ردّی اس کی۔ تندرست بچے اس کے۔ مگر راضی اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اور یہ بھی ثواب کا موجب ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ کہ اپنی بیویوں کی دلداری کے لئے بعض دفعہ ایسا ہوتا۔ کہ کوئی بیوی برتن سے جہاں مونہہ لگا کر پانی پیتی تھی۔ آپ بھی اسی مقام پر مونہہ لگا کر پانی پیتے۔ ایک بدفطرت انسان نے ایسی ہی احادیث کو جمع کرکے ایک کتاب لکھی ہے میں نے اس کے ایک حصہ کا جواب بھی لکھا ہے۔ اس نے اپنے خیال میں ایک عورت دیکھی۔ اور ایک مرد اور شہوانی خیال میں مبتلا ہو کر صحیح راستہ سے بہک گیا۔ دراصل اس شخص نے فطرت انسانی کو سمجھا ہی نہیں۔ اور محبت الٰہی کی ابتدائی لڑی کو دیکھا ہی نہیں اس نے صرف خاوند بیوی کے تعلقات کو دیکھا۔ مگر اس نے یہ نہ دیکھا کہ وہ محبت کیوں کرتے ہیں۔ اور اس میں کیا چیز دیکھتے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیا ایک دفعہ بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ایک خوبصورت بچے کو دیکھا۔ آپ آگے بڑھے اور اسکو چوم لیا۔ ان کے ساتھ ان کے شاگرد بھی تھے۔ انہوں نے بھی اس بچے کو چوما۔ مگر ایک شاگرد نے جو بعد میں ان کا خلیفہ ہوا نہ چوما۔ دوسروں نے سمجھا کہ یہ متکبر ہے۔ جس نے مرشد کے طریق کی اتباع نہیں کی۔ لیکن آگے بڑھے تو ایک بھڑبھونجی بھٹی میں آگ جلا رہی تھی۔ حضرت نظام الدین صاحب نے آگے بڑھ کر شعلہ کو چوم لیا۔ اس پر آپ کے اس شاگرد نے بھی شعلہ کو چوم لیا۔ جس نے اس بچہ کو نہ چوما تھا۔ مگر باقی کسی نے شعلہ کو نہ چوما۔ تب اس نے دوسروں سے کہا۔ کہ اگر تمہیں مرشد سے سچی محبت تھی۔ تو اب اس شعلہ کو کیوں نہ چوما۔ حضرت نظام الدین صاحب نے تو کسی وجہ سے اس بچہ میں خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھا۔ اور اسے چوم لیا۔ مگر مجھے اس میں وہ جلوہ نظر نہ آیا۔ اس لئے میں نے اسے نہ چوما۔ اب یہاں آگ کے شعلے میں بھی ان کو خدا کا جلوہ نظر آیا۔ اور مجھے بھی اس میں خدا کا جلوہ نظر آیا۔ تو میں نے اسے چوم لیا۔ ممکن ہے وہ بچہ کسی نیک ماں باپ کا بیٹا ہو۔ جن کے احترام کی خاطر انہوں نے اسے چوما ہو۔ اور ساتھ ہی اتفاقی طور پر وہ خوبصورت بھی ہو۔ لیکن اگر وہ بدصورت بھی ہوتا تو بھی وہ اس کے نیک ماں باپ کے تعلق کے احترام میں اسے چومتے۔ مگر ظاہر بین نگاہوں نے یہ سمجھا کہ بچہ کی خوبصورتی کی وجہ سے اُسے چوما حالانکہ یہ کوئی شرط نہیں۔ کہ نیک انسان کا بچہ خوبصورت نہ ہو۔ ممکن ہے وہ ان کے کسی استاد کا بچہ ہو۔ یا کسی بزرگ کا بچہ ہو۔ یا کسی ایسے شخص کا بچہ ہو۔ جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ظاہر کرنیوالا ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے خدا کا جلوہ دیکھ لیا۔ مگر دیکھنے والوں کو صرف وہ بچہ اور اس کا چومنا نظر آیا۔ انبیاء علیہم السلام اپنی بیویوں سے جو محبت کرتے ہیں بعض نالائق لوگ جو حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ وہ اسے صرف ظاہری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے تعلقات کو اپنی محبت کا ایک نشان قرار دیا ہے۔

غرض ماں باپ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے۔ بیوی کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ظل ہے۔ اور اولاد کی محبت بھی خدا کی محبت کا ایک ظل ہے۔ ماضی کے لحاظ سے ماں باپ کی محبت خدا کی محبت کی جانشین ہے۔ حال کے لحاظ سے میاں بیوی کی محبت خدا کی محبت کی جانشین ہے۔ اور مستقبل کے لحاظ سے اولاد کی محبت خدا کی محبت کی جانشین ہے گویا یہ تینوں ایک درسگاہ ہیں۔ جن میں انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبق سیکھتا ہے۔ اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رض نے ایک مرتبہ اپنی بیوی سے سختی سے کلام کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کو یہ امر ناپسند ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام کیا۔ کہ مسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو کہدیں۔ کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ دراصل ظل کی ہتک اصل کی بھی ہتک ہوتی ہے۔ ایک مخلص مہمان باہر سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ اب بھی یہاں ہی ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ لنگر کے ایک ملازم کے ساتھ سختی کی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ وہ ہمارا نمائندہ ہے۔ اس کے ساتھ سختی ہمارے ساتھ سختی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ۔ اظلال کی نافرمانی کو اصل بھی بُرا مناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کی جماعت ان تینوں محبتوں میں جو خدا تعالیٰ کی محبت کی ظل ہیں۔ نہایت کامل نظر آتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ ماں باپ تو آپ کے موجود نہ تھے۔ مگر آپ کی رضاعی والدہ تھیں۔ اور جب وہ تشریف لاتیں۔ تو حضور دور سے ہی دیکھ کر تیز تیز دوڑ کر جاتے۔ اور فرماتے امّی امّی اور اپنی چادر بچھا دیتے۔ بیویوں کے ساتھ سلوک کے متعلق میں نے بتایا ہے۔ کہ اس قدر خیال رکھتے۔ جہاں بیوی برتن کو مونہہ لگا کر پانی پیتیں۔ آپ بھی اسی جگہ پر مونہہ لگا کر پیتے۔ حضرت عائشہ رض کے متعلق ایک واقعہ آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ان کے سر میں درد تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ تو انہوں نے فرمایا میرے سر میں درد ہے۔ آپ نے فرمایا معمولی بات ہے۔ انشاء اللہ آرام ہو جائے گا۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔ حضرت عائشہ رض نے کہا۔ آپ کا کیا ہے میں مر جاؤں گی۔ تو آپ کسی اور سے شادی کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا عائشہ نہیں میں فوت ہو جاؤں گا۔ اور تم زندہ ہوگی۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات آپ سے پہلے ہوئی۔

پھر حضرت عائشہ فرماتیں۔ میں جب بھی یہ واقعہ یاد کرتی ہوں۔ تو مجھے ہمیشہ اس بات سے دکھ ہوتا ہے۔ کہ میں نے اس رنگ میں اس وقت کیوں گفتگو کی

اسی طرح اولاد کی محبت کے متعلق بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق نہایت ہی کامل نظر آتا ہے۔ انبیاء درحقیقت اس بات کو دیکھتے ہیں۔ کہ اولاد کی محبت خدا تعالےٰ کی ظلی محبت ہے۔ جو آئندہ زمانے کے لئے خدا تعالےٰ نے ممد بنائی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد تو بڑی عمر کی نہیں ہوئی۔ لیکن آپ کی لڑکیاں تھیں اور نواسے تھے۔ ان کے ساتھ ہمیشہ آپ محبت اور پیار کا جو سلوک فرماتے اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ کس قدر محبت ان سے کرتے تھے۔ بعض دفعہ کوئی کم سن بچہ نماز میں آپ کے اُوپر آ بیٹھتا مگر آپ سجدہ میں ہی رہتے۔ جب تک کہ بچہ خود نہ اٹھتا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اولاد چونکہ خدا تعالیٰ کا ظل قرار پائی۔ اس لئے عزت کے قابل ہے

پس ان تمام محبتوں میں ایک سبق ہے۔ اگر انسان سبق لینا چاہے۔ اپنے ماں باپ کی محبت دیکھے۔ اور سمجھے کہ یہ دراصل خدا تعالےٰ ہی کی محبت ہے۔ جو اس ذریعے سے میرے ساتھ بول رہی ہے۔ وہ خود ایک وراء الورا ہستی ہے۔ مگر اس کی محبت ان کھڑکیوں میں سے جھانکتی ہے۔ وہ ابتدائی محبت کو ماں باپ کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے۔ اور حال کی محبت کو میاں بیوی کی محبت کے ذریعہ اور آئندہ زمانہ کی محبت کو اولاد کے ذریعہ۔ یہ تینوں مدرسے ہیں۔ انسان کے تینوں زمانوں کے لئے۔ پس انسان کو ان مدرسوں سے حقیقی سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ تب یہی چیزیں مبارک بن جاتی ہیں۔ اور دنیا نہیں بلکہ دینی نعماء قرار پاتی ہیں ان سے ان محبتوں کو اللہ تعالےٰ کی محبت کے اظلال سمجھنے کا پتہ اس طرح لگتا ہے۔ کہ اگر ان تعلقات میں اللہ تعالےٰ ہی کی محبت مدنظر ہو۔ تو جب ان میں سے کوئی اللہ تعالےٰ کے مقابل پر آئے۔ اس سے تعلق قطع ہو جانا چاہئیے۔ سب سچی محبتیں اللہ تعالےٰ کی محبت کا ظل ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے ظل میں خرابی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ جب کوئی ظل خدا تعالےٰ سے دُور ہو۔ تو اس کی ظلیت میں فرق آ جائے گا۔ ایسے وقت میں خدا تعالےٰ کے لئے محبت کرنے والا انسان الگ ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ماں باپ کا ادب ہو۔ مگر جہاں وہ شرک کی تعلیم دیں۔ تو انسان کھڑا ہو جائے۔ اور کہہ دے پہلے آپ ظل اللہ تھے۔ مگر اب نہیں رہے۔ لہٰذا اب میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اگر میاں بیوی یا اولاد میں سے کوئی ظل اللہ ہونے کی حیثیت کو چھوڑ دے تو خدا تعالےٰ کا سچا عاشق بھی اس وقت ان سے محبت چھوڑ دیتا ہے۔ جہاں کوئی اخلاق سے یا دین سے گرتا ہے۔ خدا کے لئے محبت کرنے والا انسان کھڑا ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے متعلق کیا۔ جب خدا تعالےٰ نے کہا۔ کہ یہ ہمارا ظل نہیں رہا۔ تو حضرت نوح نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔

غرض جہاں اولاد کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے بالمقابل آ جائے۔ تو وہاں خدا تعالیٰ کی محبت ہی مقدم رہنی چاہیئے۔ اور یہی حال دوسری محبتوں میں ہونا چاہیئے۔ انہیں بھی پیدا ہو جانیکے موقعہ پر ان چیزوں کے ساتھ محبت سرد ہو جانی چاہئیے۔ کیونکہ پھر محبت ناجائز ہو جاتی ہے۔ ہاں انکی اصلاح کی کوشش کرنا منع نہیں۔

یہ نہایت ہی بابرکت مدرسے ہیں جن سے بہت کچھ سبق حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ کم لوگ ان سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ (مرتبہ کنندہ خاکسار شاہ محمد ہزاروی)

احرار کی کتابِ زندگی

از جناب حسن صاحب رہتاسی

مجلسِ احرار کھو بیٹھی کتابِ زندگی
اب وہ دکھلائے کسی کو کیا حسابِ زندگی

دوش ابو الاحرار با ابنائے خود گفتہ کہ حیف
ہا گماں بردیم آب و بُد سرابِ زندگی

آ گئی تھی چہرہ پہ رونق خونِ پبلک چوس کر
لے گئی "مسجد"۔ مگر وہ آب و تابِ زندگی

"مشکلے دارم ز دانشمندِ مجلس باز پرس"
شائد اس کو یاد ہو بابِ لعابِ زندگی

مے وہی مجلس وہی ساغر وہی ساقی وہی
ہو گئی بے کیف پھر کیونکر شرابِ زندگی

نوچ ڈالے بال و پر۔ دُم کاٹ دی صیاد نے
ہو گیا معذور اڑنے سے عقابِ زندگی

حیف جس پر تھا کبھی شہباز و شاہیں کا گماں
وقت جب آیا تو وہ نکلا غرابِ زندگی

ٹوٹ کر شیرازہ اوراقِ پریشاں اُڑ گئے
اب مرتب ہو۔ تو کیسے ہو کتابِ زندگی

تار ڈھیلے پڑ گئے۔ جاتی رہی مضراب بھی
اب بجائے کس طرح کوئی ربابِ زندگی

دعویٰ مردانگی تھا اور شجاعت کا گھمنڈ
درمیاں حائل تھا جب تک کچھ حجابِ زندگی

یاد آیا میکہ جب چپ چاپ لیمائی تھے ہم
جانتے تھے لوٹ کو لُبِّ لبابِ زندگی

بے تکلف دوڑتے تھے ہر طرف۔ آزاد یا
ہو گیا زنجیر پا اب تو خلابِ زندگی

ہم نے تو دیکھا تھا اوروں کے کچل دینے کا خواب
خود گئے کچلے دمِ تعبیرِ خوابِ زندگی

کچھ ہوا تھی اور کچھ پانی نہ سنگ و خشت تھا
پھٹ گیا پہلے ہی جھونکے سے حبابِ زندگی

ہم کو مجبوری نہ تھی اس کی زبردستی نہ تھی
چرخ ظالم لے گیا ہنس کر شبابِ زندگی

لٹ چکا جب کارواں پہونچا مجاہد دوڑ کر
قوم کا "مشکلکشا" خانہ خرابِ زندگی

کچھ پتہ چلتا نہیں آخر یہ چل دی کس طرف
عمر بھر دوڑا کئے ہم۔ ہمرکابِ زندگی

خوب صادق آ گیا وہ قولِ ابنِ میرزا
"پڑھ چکے احرار بس اپنی کتابِ زندگی"

مقولہ شاعر

ہے یہ اک قانونِ مستحکم خدا لاتا نہیں
قوم جب تک خود نہ لائے انقلابِ زندگی

خوب نشو و نما و وجود کے معانی کھل گئے
جب رخِ احرار سے سرکا نقابِ زندگی

زندگی کو بندگی سے ملتی ہے تابندگی
ورنہ ہے شرمندگی اور اضطرابِ زندگی

بندگی سے ہے سرابِ زندگی بھی آبدار
ورنہ آبِ زندگی بھی ہے سرابِ زندگی

زندگی ہے بندہ پرور۔ بندگی بیچارگی
خود روی اور خود پسندی ہے تبابِ زندگی

ترکِ[1] آدینہ کے معنی سے کوئی پوچھے ذرا
یہ ثوابِ زندگی تھا یا عذابِ زندگی

رہ گئے اپنا سا مونہہ لیکر ادھر اہلِ کتاب
اور اُدھر سر پیٹ کر اپنا کتابِ زندگی

غیر ممکن ہے کبھی مردہ دلوں پر کھل سکے
کھولتی ہے زندگی زندوں پہ بابِ زندگی

اے متاعِ زندگی کے مشتری ہشیار باش
حزم لازم ہے بوقتِ انتخابِ زندگی

کام جو کرنا ہے کر لو روشنی میں جلد جلد
کیا خبر چھپ جائے کس کا آفتابِ زندگی

وقت ختم ہونے پہ پرچہ چھین لیں گے ممتحن
ٹھیک کر لو وقت کے اندر حسابِ زندگی

یاد رکھنا دوستو ہوگی خدا کے سامنے
اک نہ اک دن پیش ہر اک کی کتابِ زندگی

ایک دن تارِ نفس تیرا بھی ٹوٹے گا حسنؔ
پھر قیامت تک رہے گا چپ ربابِ زندگی

[1] احرار نے قادیان میں ایک جمعہ عمداً ترک کر دیا تھا۔ تا کہ گورنمنٹ پر مداخلت فی الدین کا الزام عائد کر سکیں۔ لیکن دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں قید ہوتے گئے۔ اور جمعہ بھی جاری کر دیا پس بریں عقل و دانش بباید گریست

صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی جلسہ سالانہ پر تقریر

۲۵ دسمبر جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے جلسہ سالانہ پر بعنوان صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب ذیل تقریر فرمائی:

مسئلہ صداقت مسیح موعودؑ کی ضرورت

چونکہ دنیا دار الحجاب اور مغالطہ کی جگہ ہے۔ اور اس وجہ سے دنیا میں ہزاروں لاکھوں صادقوں کو کاذب اور جھوٹا قرار دیا گیا۔ اور اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور پر اندھی دنیا نے باوجودیکہ آپ کی صداقت ہر پہلو سے واضح اور روشن تھی پہلے نبیوں اور رسولوں کی طرح آپ کی تکذیب کی۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ جہاں صدق اور راستی کے مخالف اور دشمن لوگ آپ کی صداقت اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور طالبان حق کو حق کے قبول کرنے سے روکتے ہیں۔ وہاں ہم کوشش کریں۔ کہ آپ کے صدق اور راستی کو طالبانِ حق پر واضح کریں۔ تا سعید روحیں دولت قبول حق سے محروم نہ رہیں۔ اور راستی کے فرزند اس نعمت عظمےٰ سے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے تمام دنیا کے لئے بطور مائدہ سماویہ عین وقت ضرورت پر پیش کی گئی ہے فائدہ اٹھائیں۔

امت محمدیہ کا خیر الامم ہونا

امت محمدیہ کو اللہ تعالےٰ نے خیر امت کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ اُسے خیر امم قرار دیا ہے۔ اور امت محمدیہ کو خیر امم ٹھہرانا کئی وجوہ سے ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک وجہ اس کے خیر امم ہونے کی یہ بھی ہے۔ کہ امت محمدیہ نے تمام امتوں کے نبیوں اور رسولوں کو مانا ہے اور یہ فضیلت اور خوبی امت محمدیہ کے سوا کسی اور امت کو نصیب نہیں ہوئی۔ پھر عجیب تر یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو نہ ماننے والوں کے بالمقابل ان کو قبول کرنا اور ان پر ایمان لانا ایک ایسی بات ہے۔ جو صرف امت محمدیہ سے ہی مخصوص ہے مثال کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کو ہی لے لو جنہیں اللہ تعالےٰ نے قوم یہود کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔ لیکن یہود نے ان کو رد کر دیا اور ان کو مصلوب اور ملعون بنانے کے لئے کیا کچھ منصوبے گھڑے۔ پھر اپنے غلط اور بدترین پروپیگنڈا سے حضرت مسیح علیہ السلام کو ماننے والی عیسائی قوم کو بھی مصلوب اور ملعون بنانے کے غلط عقیدہ میں مبتلا کر دیا۔ اور آج دنیا کے پردہ میں قوم یہود اور نصاریٰ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی قوم دعوت اور قوم ہدایت قرار پائی۔ دونوں قومیں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت مصلوب اور ملعون ہونے کا باطل عقیدہ رکھتی ہیں۔ لیکن امت محمدیہ کا اعتقاد یہود اور نصاریٰ کے باطل عقیدہ کے خلاف یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے سچے نبی اور رسول تھے۔ نہ وہ مقتول اور مصلوب ہوئے۔ اور نہ ہی وہ ملعون اور مفتری تھے۔ اسی طرح حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی اور رسول کو مخالفت کرنے والوں نے رد کیا۔ اور کفر اختیار کیا۔ لیکن امت محمدیہ نے سب کو قبول کیا۔ اور ہر ایک پر ایمان لانا اختیار کیا۔ جو کسی اور امت کو نصیب نہ ہو سکا۔ اور باوجود اس کے کہ پہلے نبیوں اور رسولوں کے سینکڑوں کے طرح طرح کے اعتراضات بھی آج تک پیش کئے جاتے ہیں۔ امت محمدیہ ان اعتراضات کی تردید اور تنسیط کے ساتھ ان نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاتی ہے۔ اور آج تک کسی نبی اور رسول کے متعلق کوئی ایسا اعتراض نہیں پیش کیا گیا۔ جو امت محمدیہ کو ایمان لانے سے روک سکا ہو۔ پس امت محمدیہ کی یہ خصوصیت اور فضیلت اُسے تمام اقوام عالم اور تمام امم سابقہ سے ممتاز ٹھہراتی ہے۔ اب وہ امت جو غیر امتوں کے رسولوں اور نبیوں پر بھی ایمان لانا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اور ہزارہا اعتراضوں کے باوجود پھر انہیں سچا نبی اور رسول مانتی ہے۔ ایسی امت کے متعلق عقل اور فطرت کا بالکل سچا تقاضا ہے۔ کہ اس کے متعلق یہ امید اور توقع کرے۔ کہ مسیح موعود کے ظہور پر اسے پہچانے اور اسے مانے اور اسے قبول کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت معلوم کرنا کوئی مشکل امر نہیں

طالبان حق جن کے دل میں حق اور صداقت کی سچی پیاس ہے۔ ان کے لئے حق کو معلوم کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت اور آپ کی صداقت کا مسئلہ امت محمدیہ جیسی امت کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کے سامنے پہلے تمام نبیوں اور رسولوں کی صداقت کا معیار بلحاظ علامات و دلائل اور بلحاظ اعتراضات و جوابات موجود ہے۔ اور دنیا کے جملہ اہل مذاہب کے لئے بھی آپ کی صداقت کو سمجھنا آسان امر ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ہر اس معیار صداقت کے رو سے ثابت ہے۔ جو ہر قوم اور ہر مذہب والوں کے پاس ان کے نبیوں اور رسولوں کی صداقت تسلیم کرنے کے لئے مسلم ہے۔ اور دنیا کے ہر مذہب کا محقق انسان اپنے مسلمہ معیار اور میزان صداقت کے رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت جس وقت اور جس جگہ چاہے ہم سے لے سکتا ہے۔ اور امت محمدیہ کے لئے تو اس کے مسلمات کے لحاظ سے اس قدر آسانیاں ہیں۔ کہ اسے انکار کرنے کی کچھ بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند امور بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کو تسلیم کرتے ہوئے امت محمدیہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عدم شناخت کے عذر پر انکار کرنا کسی طرح درست نہیں:

آیت استخلاف سے استدلال

(۱) جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالےٰ نے آیت انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً کے رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل اور آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کے رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلفاء کو موسوی خلفاء کا مثیل قرار دیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلم ہے۔ کہ وہ موسوی خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہیں۔ اور لفظ منکم اور کما اپنے مفہوم سے ظاہر کر رہا ہے۔ کہ آنے والا مسیح جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ بننا ہے۔ وہ پہلا مسیح نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ تھا۔ بلکہ اس کا مثیل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سے ایک فرد ہے تو کیا امت محمدیہ اس توضیح کے بعد بھی اس حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ آنے والا مسیح اسرائیلی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حدیث اماکم منکم سے بھی جو بخاری و مسلم میں ہے ظاہر ہے۔ کہ آنے والا مسیح محمدی ہے نہ کہ اسرائیلی۔ اسی طرح حدیث طبرانی کہ مسیح اسرائیلی نے ایک سو بیس سال تک زندگی پائی۔ اور اس سے نصف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بتائی گئی۔ اور طبقات کبیر میں حضرت مسیح اسرائیلی کی وفات کا مہینہ ماہ رمضان اور تاریخ ستائیسویں رمضان بھی بتائی گئی ہے غالباً ایسی وضاحت کسی اور اسرائیلی نبی کے متعلق نہیں پائی جاتی۔ پھر بخاری میں دو مختلف حلیوں سے بھی بتا دیا گیا۔ کہ مسیح دو ہیں مسیح اسرائیلی اور مسیح محمدی اور مسیح اسرائیلی کا حلیہ سرخ رنگ گھنگریالے بال اور مسیح محمدی کا گندمی رنگ اور سیدھے بال ان حالات میں اور ان واضح مرویات کی موجودگی میں پھر بھی مسیح اسرائیلی کو مسیح محمدی قرار دینا اگر عیسائیوں اور پادریوں کی طرف سے ہوتا۔ تو اور بات تھی اور کہہ سکتے تھے۔ کہ پادری لوگ بوجہ تعصب اور کورانہ جذبہ محبت و بے جا طرفداری کے مسیح محمدی کو مسیح اسرائیلی قرار دے رہے ہیں۔ لیکن امت محمدیہ پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ اس نے کس بناء پر مسیح موعود کو جو جیسیوں قرائن اور دلائل کی بناء پر مسیح محمدی ثابت ہوتا تھا۔ اسے مسیح اسرائیلی قرار دیا۔ اور پھر باوجود بار بار کے سمجھانے کے پادریوں کی حمایت میں بے جا غلو سے مسیح محمدی کے بالمقابل لڑائی کے لئے کھڑی ہو گئی:

کیا ان میں یہودیوں اور عیسائیوں کے برابر بھی غیرت نہیں۔ کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صرف اس لئے نہ مانا کہ آنے والا موعود مثیل موسےٰ بنی اسماعیل سے کیوں آیا ہے۔ بنی اسرائیل سے کیوں نہیں آیا۔

لیکن امت محمدیہ مسیح محمدی کے ظہور پر اس لئے بگڑ بیٹھی۔ کہ آنے والا مسیح موعود امت محمدیہ سے کیوں آیا ہے۔ کیوں بنی اسرائیل کا مسیح مسیح موعود ہو کر نہیں آیا۔

مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی غیرت کا موازنہ

اب دونوں فریق کی غیرت کا مقابلہ کر کے دیکھئے۔ اور موجودہ زمانہ کے علماء سوء جو مسیح محمدی کی مخالفت میں جوش غضب کے ایمان سوز اور اسلام کی تباہی کے لئے بربادی انگن مظاہرے کرنے میں شب و روز مصروف ہیں ان کی غیرت اور نصاریٰ کی غیرت کا موازنہ کیجئے۔ قوم یہود کو موسیٰ عم دیا گیا۔ اور نصاریٰ کو ایک مسیح دیا گیا اس کے بالمقابل اسلام کو مثیل موسیٰ اور مثیل عیسیٰ جس کے مقابلہ میں یہود اور نصاریٰ نے تو اصل موسیٰ اور اصل مسیح کے بعد مثیل موسیٰ اور مسیح اسلام کو بھی اپنی قوم کا فرد محض غلو اور محض تعصب سے قرار دے لیا۔ لیکن علماء امت محمدیہ کا مسیح اسلام کی جگہ مسیح اسرائیلی کو مسیح موعود قرار دیکر اسلام اور اہل اسلام کے جائز حق کو علیٰ تحمل کا حق قرار دے کر عیسائیوں کی حمایت میں شور مچانا کس قدر افسوس کی بات ہے۔ حالانکہ آیت استخلاف کا لفظ منکم اور کما جو آنے والے مسیح موعود کے متعلق حتماً اور جزماً اس بات کا فیصلہ پیش کر رہا ہے کہ ہر وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بننے والا ہے خواہ وہ مسیح موعود کا لقب رکھنے والا ہو۔ خواہ عیسیٰ اور ابن مریم کے لفظ سے اس کا ذکر ہو اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہونے والا ہے۔ تو وہ یقیناً امت محمدیہ کے افراد میں سے ایک فرد ہے اور مسیح اسرائیلی کا مثیل ہوگا۔ نہ کہ مسیح اسرائیلی کا عین اور اس صورت میں مسیح اسرائیلی کی نسبت اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ فوت نہیں ہوا۔ بلکہ زندہ ہے اور آسمان پر نہیں بلکہ زمین میں موجودہ زمانہ کے لوگوں کے درمیان چل پھر رہا ہے۔ تب بھی اسے آیت استخلاف کا لفظ منکم اور لفظ کما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتا۔

یہود کو ایلیاء کا انتظار اور حضرت مسیح کا جواب

(۲) حضرت مسیح اسرائیلی نے جب مبعوث ہو کر قوم یہود کے سامنے اپنے دعوے کو پیش کیا تو قوم یہود نے انکار کیا کہ آنے والے مسیح موعود سے پہلے ایلیاء کا آسمان سے اترنا ضروری ہے۔ ابھی تک وہ آسمان سے اتر کر نہیں آیا تو آپ اپنے دعوے مسیحیت میں کیسے صادق ٹھہر سکتے ہیں۔ تب حضرت مسیح نے خدا کے عطا کردہ علم کی بنا پر ایلیاء کی پیشگوئی کی حقیقت کا انکشاف یوں فرمایا۔ کہ ایلیاء کی پیشگوئی کے مصداق حضرت یحییٰ ہیں جنہیں یوحنا بھی کہتے ہیں تب یہود نے حضرت مسیح کے اس فیصلہ کو اپنے آباء و اجداد کی روایات کے خلاف پا کر رد کر دیا اور مسیح کو جو خدا کا صادق نبی اور رسول تھا کاذب اور مفتری قرار دیا۔ اور گو یہود نے مسیح اور اس کے فیصلہ کو رد کر دیا۔ لیکن حضرت مسیح کے حواریوں نے اس فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے حضرت مسیح کو صادق تسلیم کیا اور ان پر ایمان لائے۔ اور بعد میں امت محمدیہ نے مسیح اسرائیلی کو سچا نبی اور رسول مان کر اس بات کو تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت مسیح اپنے دعوے میں سچے تھے اور جو کچھ انہوں نے ایلیاء کی پیشگوئی کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ وہ درست ہے اور یہودیوں کا مطالبہ کہ اصل ایلیاء آسمان سے آنے والا ہے۔ حضرت مسیح کے فیصلہ کے بالمقابل غلط اور نادرست تھا۔ اب اگر حضرت مسیح کے فیصلہ کے رو سے آسمان سے آنے والے سے مراد زمین سے آنے والا ہو سکتا ہے اور ایلیاء کے نام سے آنے والے کی بجائے یوحنا کے نام سے آنے والا درست تسلیم کیا جا سکتا ہے اور پہلے پیدا شدہ دراصل ایلیاء کی جگہ مثیل ایلیاء آ سکتا ہے۔ تو کیا مسیح محمدی کا فیصلہ اگر اسی نیز اسی فیصلہ کے مطابق صادر ہو تو امت محمدیہ اس ناطق فیصلہ کو غلط ٹھہرانے کی مجاز ہوگی۔ اب علماء امت محمدیہ کا موجودہ زمانہ میں مسیح محمدی کے بالمقابل اسی طرح کے مطالبات پیش کرنا جو یہود نے مسیح اسرائیلی کے سامنے پیش کئے اور مسیح محمدی کا اسی طرح سے علماء اسلام کے سامنے فیصلہ پیش کرنا جس طرح مسیح اسرائیلی نے قوم یہود کے سامنے پیش کیا۔ کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں سے کون اہل حق سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہود سے مماثلت کس فریق کو ہے اور مسیح کے فیصلہ کو قبول کرنے والے حواریوں اور نبی اسلام اور اہل اسلام سے مماثلت کس فریق کو ہے۔ اور کیا اس مماثلت کے رو سے علماء اسلام کا یہود کی طرح یہ مطالبہ کرنا کہ ہم مسیح محمدی کو جو موجودہ زمانہ میں پیدا ہوا اس وقت تک نہیں مان سکتے جب تک پہلا مسیح جو آسمان پر بیٹھا ہے اتر کر نہ آئے۔ ویسا ہی مطالبہ نہیں جو یہود کی طرف سے اب تک ایلیاء کے متعلق پیش کیا جا رہا ہے۔

پھر جب یہود کا مطالبہ اہل اسلام غلط سمجھتے ہیں تو کیوں اپنے اس مطالبہ کو یہود کی طرح ویسا ہی غلط تسلیم نہیں کرتے۔ اور کیوں احمدیوں کو مسیح محمدی کے فیصلہ کو قبول کرنے میں ویسا ہی حق پر نہیں سمجھتے۔ جس طرح وہ حواریوں اور نبی اسلام اور جملہ اہل اسلام کو مسیح اسرائیلی کے فیصلہ کو قبول کرنے میں حق بجانب سمجھتے ہیں

مسلمانوں کے تہتر فرقے

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے تہتر ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ بہتر فرقے تو ان میں سے ناری ہونگے۔ اور ایک فرقہ ناجی یعنی بہشتی ہوگا۔ صحابہ رضہ نے جب دریافت فرمایا۔ کہ ناجی فرقہ کی علامت کیا ہوگی۔ تو آپ صلعم نے فرمایا۔ ناجی فرقہ جماعت ہوگی۔ اور اس جماعت کا مفہوم سمجھانے کے لئے ما انا علیہ و اصحابی فرما کر وضاحت فرما دی۔ کہ جماعت ان معنوں میں ہوگی۔ جس طرح میں اور میرے صحابہ کی جماعت ہے۔ یعنی ایک شخص اس ناجی فرقہ میں میری طرح امام واجب الاطاعت ہوگا اور اسکے صحابہ میرے صحابہ کی طرح جماعت کی حیثیت رکھتے ہونگے۔ اور دوسری حدیث میں فرما دیا۔ کہ کیف تهلك امة انا اولها ..... والمسیح ابن مریم آخرها۔ یعنی وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں ہوں اور مسیح موعود اس کے آخر میں ہو۔ اس دوسری حدیث نے صاف طور پر اس امر کو واضح کر دیا۔ کہ تہتر فرقوں میں سے تہترواں فرقہ جو ناجی ہوگا مسیح موعود کی جماعت ہوگی اور ناجی فرقہ کا بہشتی ہونا بھی اسی سبب سے ہوگا کہ وہ مسیح موعود پر ایمان لائیگا۔ اور بہتر فرقوں کا ناری ہونا اس وجہ سے ہوگا۔ کہ وہ مسیح موعود کے منکر اور مکذب ہونگے۔ اب علماء اسلام اگر غور کریں اور افراد امت محمدیہ بھی سوچیں۔ تو کیا اس ناجی فرقہ کا معلوم کرنا کچھ مشکل امر ہے سوچنے سے صرف ایک دو باتیں ہی ناجی فرقہ کے متعلق راہنمائی کرنے کے لئے کافی ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ جماعت کا لفظ تمام اسلامی فرقوں میں سے کس فرقہ کے متعلق زبان زد خلائق اور اس جماعت کے ساتھ امام جماعت کا لفظ کسی جماعت کے مقتداؤں اور مطاع کے متعلق زبانوں پر جاری و ساری ہے۔ اگر تو یہ الفاظ جماعت اور امام جماعت کے جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کے متعلق ہی مخصوص ہوں۔ تو ناجی فرقہ کی شناخت کے لئے یہی کافی ہو سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس ناجی فرقہ کے بالمقابل سب فرقوں کا اس کی مخالفت میں ایک ہو جانا اور سب کا یہ کہنا۔ کہ احمدی جماعت ہم سے نہیں۔ اور ان سب کے بالمقابل اس جماعت کا بالکل علیحدہ نظر آنا اور ایک اور بہتر ۷۲ کی نسبت سے کثرت کے بالمقابل قلت کے ساتھ پایا جانا۔ یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ کہ ناجی فرقہ کون سا ہے۔ بشرطیکہ طلب حق اور مومنانہ جستجو کے ساتھ دل میں سچی تڑپ اور پیاس ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم میں خاتم النبیین صلعم کی شان سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ جس کے متعلق سب احمدی اور غیر احمدی یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا آپ کی فضیلت کے معنوں میں ہے۔ غیر احمدی حضرات کے نزدیک خاتم النبیین ہونا ان معنوں میں فضیلت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے۔ ہاں ان کے نزدیک آ سکتا ہے تو مسیح اسرائیلی امت محمدیہ سے کوئی نبی ہو کر آئے۔ تو یہ ناممکن ہے۔

اب کیا امت محمدیہ کے علماء کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ سکتی کہ خاتم النبیین کے معنے اگر نبیوں کی آمد کو رد کرنے کے ہی ہیں۔ تو مسیح اسرائیلی نبی کے آنے سے خاتم النبیین کے یہ معنے کیونکر صحیح ٹھہر سکتے ہیں۔ اور ان معنوں کی تصدیق کے ساتھ مسیح اسرائیلی نبی کا آنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ اور اگر مسیح اسرائیلی نبی ہو کر آ سکتا ہے۔ تو پھر خاتم النبیین کے یہ معنے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر طرح کے نبیوں کی آمد بند ہے۔ صحیح نہیں ٹھہرتے۔ اور یہ کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے۔ کہ کہ اگر احمدی جماعت کے عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور آپ کے فیضان سے مسیح موعود نبی ہو کر آ جائے تو غیر احمدی علماء کے نزدیک یہ کلمہ کفر اور ختم نبوت کی توہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہے۔

لیکن اگر غیر احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق مسیح اسرائیلی نبی آ گئے - تو اس سے کوئی توہین اور ہتک نہیں ہوتی - اب یہ باتیں جو غیر احمدی علماء منہ پر لاتے ہیں - عیسائیوں کے پادری منہ پر لاتے - تو کہہ سکتے تھے - کہ عیسائی متعصبانہ غلو سے کام لیکر بے جا طرفداری کے طور پر ایسی باتیں کہتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کی بے جا حمایت میں پیش ہو رہی ہیں - لیکن علمائے اسلام کا مسلمان کہلا کر مسیح کے لئے استثنائی صورت پیش کرنا اور مسیح محمدی کی آمد کے خلاف قدم مارنا اور اُمت محمدیہ کے کسی فرد کے نبی ہونے سے انکار کرنا یہ وُہ بات ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے - کہ میری امت مثل یہود اور نصاریٰ ہو جائے گی - اور آخری زمانہ کے علماء سوء سب مخلوق سے بدتر ہو جائیں گے - جو کام اسلام کی مخالفت اور تخریب کے لئے یہود اور نصاریٰ بھی نہ کر سکتے تھے - اب وُہ کام اسلام کی تخریب اور اس کی توہین کے لئے اس زمانہ کے علماء کر رہے ہیں:-

انبیائے سابقین کے فیوض کا سلسلہ منقطع ہو گیا

اگر خاتم النبیین کے لفظ خاتم کے معنے بند کرنے کے بھی فرض کر لئے جائیں - تو بھی فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے یہ معنے ہو سکتے ہیں - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے سب نبیوں کا سلسلہ جو بلحاظ دعوت وہدایت اور فیضان کے تھا بند کر دیا گیا - اور ان سب کے ختم کر دینے کے بعد ان سب کے قائم مقام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کو جاری کر دیا گیا - اور بتا دیا گیا - کہ جو شخص پہلے نبیوں سے فیض لینا چاہے - اب وُہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فیض حاصل کرے - کیونکہ آپ سے پہلے ہر ایک نبی ایک ایک قوم کے لئے تھا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کی شان میں سب دنیا کی قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں - اب کس قدر تعجب کی بات ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونا تو سب پہلے نبیوں کے فیوض کے بند کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے جاری رہنے کے لحاظ سے ہو لیکن علماء وقت الٹا یہ معنے پیش کریں - کہ مسیح ناصری جو پہلا نبی ہے - اس کی ہدایت اور اس کا فیض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد بھی جاری ہے - حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا جہاں دوسرے نبیوں کو اور نبیوں کے فیض کو ختم کرتا ہے وہاں مسیح اسرائیلی کی نبوت اور اس کے فیض کو بھی بند کرتا ہے - اور ان سب کے فیض بند ہونے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیض نہ صرف جاری بلکہ قیامت تک جاری ہے - مگر یہ علماء سوء اپنی شقاوت سے اُسے بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں:-

غیر احمدی علماء کی عجیب ذہنیت

۵ - غیر احمدی علماء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تو مانتے ہیں - کہ تیس دجال آئیں گے - لیکن کہتے ہیں کہ کوئی نبی نہیں آ سکتا - اور اگر کوئی دعوئی نبوت کرے - تو وُہ دجال ہے - اور یہ بھی کہتے ہیں - کہ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین - اور سراج منیر ہیں - اس لئے آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کی ضرورت نہیں - لیکن عجیب بات یہ ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا رحمۃ للعالمین اور سراج منیر ہونا نبیوں اور رسولوں کی آمد اور ظہور کو تو روکتا ہے - لیکن کسی دجال کی آمد کو نہیں روکتا - بلکہ تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت تک کو نہیں روکتا - جس کے یہ معنے ہیں - کہ دجالوں کو تو اجازت ہے - کہ دُنیا میں ضلالت - اور گمراہی - اور کفر اور شرک کی وباء خوب پھیلائیں - لیکن اس وباء اور بیماری کو دُور کرنے کے لئے کوئی طبیب روحانی - اور ڈاکٹر جو جھوٹے نبیوں اور دجالوں کے بالمقابل سچا نبی ہو کر خدا کی طرف سے مبعوث کیا جائے اس کے بھیجنے کی ضرورت نہیں - کیا اس سے خدائے قدوس کی پر تقدیس حکمت کا یہ فعل محل اعتراض نہیں ٹھہرتا:-

اہم سوال

(۶) موجودہ علمائے اسلام کا یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے تیس دجال پیدا ہونگے - اور نبی مسیح اسرائیلی آئے گا - پادریوں کے اس سوال کی صورت میں - کہ تیس دجال اسلام پیدا کرنے والا ہو - اور نبی اسرائیلی قوم سے آئے - تو امتِ محمدیہ اور امت اسرائیلیہ دونوں میں سے کونسی امت افضل ٹھہری ایسا گھناؤنا معلوم ہوتا ہے - کہ حیرت آتی ہے مسلمانوں نے اسے کیونکر اختیار کر لیا - یہ ہے وبال مسیح محمدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور آپ کی پاک اور اصل تعلیم اسلام کی مخالفت کا نتیجہ کہ آئے دن علماء سوء اپنے غلط عقائد اور غلط خیالات کی بناء پر اسلام کو دشمنانِ اسلام کے بالمقابل جا بجا بدنام کر رہے ہیں - غیر احمدی علماء نے جس قدر اپنے غلط عقائد اور غلط خیالات کو رواج دینے سے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے - اتنا نقصان اسے شدید غیر مسلموں سے بھی نہ پہونچا ہوگا - ایک سچا مومن - جو اسلام کی سچی غیرت رکھتا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو علےٰ وجہ البصیرت تسلیم کرتا ہے - اُسے غیر احمدی علماء کے غلط خیالات کو سنکر بالبداہت یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے - کہ یا تو غیر احمدی علماء حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بے وجہ حمایت - اور بے جا غلو سے نیم عیسائی معلوم ہوتے ہیں - یا اندھا دُھند بلا سوچے سمجھے عیسائیوں کے چکموں میں آ کر عیسائیت کی حمایت کرنا اس قدر ضروری سمجھتے ہیں - کہ خواہ ان کے غلط مسلمات سے اسلام خدائے اسلام اور نبیٔ اسلام پر حملے ہوں - انہیں کچھ پروا نہیں:-

توفّی کے لفظ کے متعلق دو مختلف نظریے

مثال کے طور پر دیکھئے - توفی کا لفظ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق استعمال ہو - تو اسے وفات اور موت کے معنوں میں بلا چون و چرا استعمال کر لیں گے لیکن جب مسیح کی نسبت قرآن وحدیث میں لفظ توفی استعمال ہو - تو مسیح کی نسبت موت اور وفات کا مفہوم لینا - انہیں موت محسوس ہوتی ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح بخاری میں حدیث اقول کما قال العبد الصالح میں فلما توفیتنی کی آیت کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے - اور غیر احمدی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق توفی کے معنے وفات مراد لیتے ہیں - لیکن مسیح کی نسبت اسی توفیتنی کو رفعتنی کے معنوں میں لیتے اور کہتے ہیں - کہ مسیح آسمان پر زندہ اٹھایا گیا - حالانکہ اگر مسیح بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے - تو بوجہ تشبیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مسیح کی طرح زندہ اٹھائے جانے کے معنوں میں سمجھنا ضروری تھا - لیکن غیر احمدی ایسا نہیں کرتے -

حضرت مسیح موعودؑ کا انعامی چیلنج

غیر احمدی علماء کی اس شدید غلطی کی تردید اور ازالہ کی خاطر ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار دیا کہ میں ہزار روپیہ ایسے شخص کو انعام دوں گا - جو توفی باب تفعل کے صیغہ میں خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہونے کی صورت میں بجز موت اور قبض روح کے اور کوئی معنے دکھائے لیکن آج تک کوئی بھی اس انعامی رقم کو مطالبہ پورا کر کے نہ لے سکا:-

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۶۴ میں یہ مطالبہ پیش کیا ہے - کہ میرے صادق ہونے کی ایک زبردست دلیل یہ ہے - کہ حضرت مسیح اسرائیلی قرآن کریم کے رُو سے فوت شدہ ثابت ہیں اگر قرآن کریم کے رُو سے حضرت مسیح فوت شدہ ثابت نہ ہوں - تو میرا دعوےٰ جھوٹا - لیکن اس مطالبہ کے رُو سے بھی اب تک کوئی شخص دُنیا میں کھڑا نہ ہو سکا - جو آپ کی یہ پیش کردہ دلیل غلط ثابت کر کے آپ کو جھوٹا ثابت کر سکتا - بلکہ علےٰ رغم المنکرین - دُنیا میں سخت سے سخت معاندین بھی اب وفات مسیح پر بحث کرنے سے فرار کرتے ہیں - اور دل سے اقرار کرتے ہیں - کہ مسیح اسرائیلی واقعی فوت ہو چکے:-

لفظِ رفع کے معنوں میں اختلاف

پھر غیر احمدی علماء نے حضرت مسیح کی نسبت رفع کے لفظ میں بھی توفی کی طرح غلو سے کام لیا ہے اگر مسیح کی نسبت قرآن یا حدیث میں لفظ رفع آ جائے تو رفع الی السماء بجسدہ العنصری مراد لیتے ہیں - اور اگر یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق وارفعنی کی دُعا میں دکھایا جائے - تو وہاں روحانی رفع مراد لیں گے - اور اگر پوچھا جائے کہ سب انبیاء جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر شب معراج دیکھا - ان کا آسمان پر جانا بھی جب رفع سے ہی ہے - اور مسیح کا جانا بھی رفع سے - تو کیا دُوسرے انبیاء کا رفع بھی جسمانی ہے - تو کہتے ہیں - ان کا رفع روحانی ہے لیکن مسیح کا رفع جسمانی ہے - اور جب حدیث اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ سے یہ امر پیش کیا جائے - کہ عبد بجسدہ العنصری زمین پر موجود ہو - اور تواضع سے خدا تعالےٰ اسے ساتویں آسمان تک رفع دے تو کیا اس حدیث کے رُو سے عبد کے رفع سے رفع جسمانی مراد لی جائے گی - تو کہتے ہیں - نہیں بلکہ روحانی رفع درجات مراد ہو گی - اگر کہا جائے کہ اس حدیث میں لفظ رفع کے ساتھ آسمان کا لفظ بھی موجود ہے - اور رفع کا فاعل اللہ بھی ہے - تو باوجود ان باتوں کے پھر بھی رفع روحانی مراد کیوں ہے - اور رفع مسیح کی طرح جسمانی رفع کیوں مراد نہ لیا جائے - تو کہتے ہیں - رفع مسیح جسمانی رفع ہے -

احرار اور کانگریس کا اتحاد مسلمانانِ ہند کے مفاد کے سخت منافی ہے

کلکتہ کے مشہور روزنامہ دی سٹار آف انڈیا کی ۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ایک مراسلہ شائع ہوئی ہے۔ جس میں قبل ازیں مراسلہ نگار نے احرار کی مسلمانوں کے نام اس اپیل کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے کانگریس گولڈن جوبلی کی تقاریب میں حصہ لینے کے متعلق کی۔ کانگریس کے مسلم کش رویہ پر تنقید کی ہے اور بتایا ہے کہ کانگریس سے احرار کا اتحاد ذاتی اغراض کی خاطر مسلمانوں کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

لیڈران احرار نے مسلمانان ہند سے کانگریس گولڈن جوبلی کی تقاریب میں شامل ہونے کے لئے جو اپیل کی۔ وہ نہایت ہی حیران کن ہے۔ وہ حالات جن کے ماتحت چند سال پیشتر احرار نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کی ابھی لوگوں کی یاد میں تازہ ہیں۔ اور یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوتی ہے۔ کہ وہی احرار جو کانگریس کی مسلمانوں کے خلاف معاندانہ کارروائیوں کے باعث اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اب اس کی تقاریب جوبلی کو اپنی برکت کا موجب تصور کر رہے ہیں۔ کانگریس سے احرار کی علیحدگی کے وقت سے لیکر اس وقت تک کانگریس کی پالیسی میں کوئی ایسی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ جو احرار کے نقطہ نگاہ میں تبدیلی کی کوئی وجہ جواز پیش کرسکے۔ کانگریس آج بھی اسی طرح مسلمانوں کے مفاد کی مخالف ہے۔ جیسا کہ پہلے تھی۔ بلکہ اس اثناء میں وزیر اعظم برطانیہ کے فرقہ وارانہ فیصلے نے کانگریس اور ہندوؤں کی مسلمانوں سے دیرینہ عداوت کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ کانگریس ابتداء سے ہی ایک ہندو جماعت ہے۔ جو ایسے سوراج کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ جو عملی طور پر ہندو راج کے مترادف ہو۔ مسلمانان ہند کے سابقہ بڑے لیڈر سر سید احمد خاں نے اسی وقت اس حقیقت کو بھانپ لیا تھا۔ جبکہ کانگریس کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کو اسی کوشش میں صرف کیا کہ وہ اپنی قوم کو کانگریس کے اثر سے محفوظ رکھیں۔ یہ سر سید کی عاقبت اندیشی کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ مسلمان من حیث الجماعت کانگریس سے علیحدہ رہے ہیں۔ اور علیحدہ منظم جماعتوں مثلاً مسلم لیگ مسلم کانفرنس اور اسی قسم کی اور جماعتوں کے ذریعہ اپنی قومی ترقی کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں۔ وہ چند ایک مسلمان جو کانگریس کے ساتھ متحد العمل ہوئے ہرگز قوم کے صحیح نمائندہ نہیں تھے۔ اور نہ ان کے ساتھ کوئی جماعت تھی۔

مسلمانوں کو کانگریس جوبلی کی تقریب میں شرکت کی دعوت دینا ایسا ہی تھا۔ جیسے کوئی شخص کسی جراحت خوردہ مظلوم سے کہے۔ کہ وہ اس ظالم کو بوسہ دے جب کبھی اور جہاں کہیں مسلمانوں نے گورنمنٹ کو اپنے متعلق کوئی منصفانہ سلوک کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ کانگریس نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی۔ اور نیز اس بات کی کوشش کی ہے۔ کہ مسلمانوں کو معمولی شہری حقوق سے بھی محروم رکھا جائے۔ خواہ ملازمتوں میں فرقہ وارانہ تناسب کا معاملہ ہو یا مجالس وضع قوانین ہیں۔ کانگریس نے ہمیشہ مسلمانوں کے راستہ میں سنگ راہ بننے کی کوشش کی ہے۔ اور اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے۔ کہ مسلمان ان میدانوں میں جن پر ہندوؤں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ داخل نہ ہونے پائیں۔ اور یہ سب کچھ اس قومیت پرستی کی آڑ لیکر کیا گیا۔ جو کانگریسی لغت میں لفظ ہندو کا مترادف ہے۔ جیسا کہ کانگریسی سوراج کا نام دوسرے لفظوں میں ہندو راج ہے ہندوؤں اور کانگریس کا مسلمانوں سے اسقدر گہرا عناد ہے۔ کہ مقدم الذکر یہ تو گوارا کر لینگے کہ آئینی اصلاحات کی ترقی رک جائے۔ اور وہ موجودہ صورت حالات کے ماتحت ہی زندگی بسر کرتے رہیں۔ لیکن انہیں یہ دیکھنا ہرگز گوارا نہ ہوگا۔ کہ مسلمان اصلاح یافتہ آئین میں کوئی بہتر پوزیشن حاصل کر سکیں۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار ہندو کانگریسی لیڈر مختلف پلیٹ فارموں سے بار بار کرتے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ کانگریس اور ہندو حکومت سے جنگ کی وہ مذمت کرتے ہیں مسلمانوں کو بہت زیادہ اپنے لئے سد راہ تصور کرتے ہیں۔ ایک مشہور ہندو لیڈر نے ایک دفعہ کھلم کھلا کہا تھا

"انگریز اس وقت تک ہندوستان میں غیر ملکی حکمران کی حیثیت سے رہے ہیں۔ اور انکا انحصار ایک ایسی طرز حکومت پر ہے جس سے انکی حکومت کی جڑیں گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکیں۔ اس لئے برطانیہ کے پنجہ سے آزاد ہو جانا نہایت آسان ہے۔ انکے برعکس شہروں اور دیہاتوں میں مسلمانوں کی آبادی اس طرح پھیلی ہوئی ہے۔ کہ اگر ایک دفعہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جائے۔ تو اس کی بنیادیں اس قدر مضبوط اور گہری ہونگی۔ کہ ان کا اکھاڑنا اور ان کی جگہ سوراج (یعنی ہندو راج) کا قائم کرنا ناممکن ہوگا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں سے طاقت چھیننا برطانوی ہاتھوں سے طاقت چھیننے سے زیادہ مشکل ہو جائیگا۔ ایک بنگالی نوجوان ایک برطانوی افسر کو بم یا پستول سے ہلاک کر سکتا ہے۔ اور اس کے اس فعل کا اثر گورنمنٹ کے حکام اور برطانوی تجار تک ہی محدود رہیگا۔ لیکن اگر کوئی بنگالی مسلمانوں کی حکومت کا کوئی افسر ہلاک کریگا۔ تو اس کے اثر کا دائرہ اس قدر وسیع ہوگا۔ جتنا کہ احسان اللہ کے قتل کے وقت ہوا تھا۔ جبکہ تمام مسلم آبادی مذہبی جوش اور اشتعال میں ہندوؤں کے خلاف آمادہ پیکار ہو گئی تھی۔ اور ہندوؤں کو لوٹنا اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔"

جب ہندو ذہنیت مسلمانوں کی مخالفت میں اس درجہ شدت اختیار کر چکی ہو۔ تو کیا کوئی مسلمان یہ خیال دل میں لا سکتا ہے کہ ہندو اور کانگریس انکے ساتھ نیک اور ہمدردانہ سلوک کرینگے احرار کا کانگریس کی گولڈن جوبلی کی تقاریب میں شامل ہونیکے لئے مسلمانوں سے اس بناء پر اپیل کرنا۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کانگریس کے ساتھ انکی جنگ آزادی میں ایشیا اور افریقہ کے ممالک کی آزادی کے وسیع مفاد کی خاطر شامل ہونا چاہئے۔ نہایت ہی احمقانہ ہے۔ کیونکہ وہ آزادی جو برطانیہ سے انقطاع کی صورت میں قائم کی جائیگی۔ ممالک ایشیا اور افریقہ کی آزادی کی کبھی کفیل نہیں ہوسکتی۔ دنیا کی تاریخ حاضرہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ برطانیہ ہی کی مضبوط طاقت حربی ہے۔ جسکی بدولت کمزور ممالک جابر اور ڈکٹیٹر پرست ممالک مثلاً جرمنی اور اٹلی کی دست برد سے محفوظ ہیں۔ اور اپنی آزادی کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

برطانوی طاقت کے دور ہو جانے سے ہندوستان اور دوسرے کمزور ملک طاقتور اور خود غرض قوموں کی جو ہر وقت اپنی توسیع کی فکر میں رہتی ہیں جوع الارض کا شکار ہو جائینگے۔

مزید براں کانگریس کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ برطانیہ سے قطع تعلق کرکے آزادی حاصل کی جائے۔ جیسا کہ اس بات سے ظاہر ہے۔ کہ جب ۱۹۲۹ء میں کانگریس نے لاہور کے اجلاس میں آزادی کا ریزولیوشن پاس کرنیکے بعد مسٹر گاندھی کو اپنا واحد نمائندہ منتخب کرکے گول میز کانفرنس میں شمولیت کے لئے بھیجا۔ تو انہوں نے وہاں ہندوستان کے برطانوی ایمپائر کے اندر رہنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور ہندوستان میں برطانوی فوج کے قیام کو منظور کر لیا۔ مسلمانوں کو کانگریس کے آزادی کے متعلق بلند بانگ دعاوی سے دھوکا میں نہیں آنا چاہئے۔ ہندوؤں کی پالیسی کا لب لباب یہ ہے۔ کہ وہ ہندو راج کے قیام کے لئے جو انکا واحد نصب العین ہے۔ برطانوی افواج کی موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں اسلامی حکومتوں اور برطانوی ایمپائر کا مفاد مشترک ہے۔ دونوں کو اشتراکی اور ڈکٹیٹر پرست ممالک مثلاً روس اور اٹلی کا خطرہ درپیش ہے۔ ہندوستان میں برطانوی گورنمنٹ کی طاقت نہ صرف ہندوستانی مسلمانوں کے لئے انکی علیحدہ سیاسی ہستی کے قیام اور انکی آئندہ ترقی میں ممد ہے بلکہ یہ اسلامی سلطنتوں کی حفاظت اور انکے قیام کی بھی ضامن ہے۔ کیونکہ انہیں مشترکہ خطرات سے بچانا برطانوی حکومت کے اپنے مفاد کے لئے ضروری ہے۔

کھیوہ اور بخارا کی تباہی مسلمانوں کو یہ بتانے کیلئے کافی ہے کہ انہیں کمیونسٹوں اور ڈکٹیٹروں سے کیا توقع ہوسکتی ہے اسلامی حکومتوں کے جائے وقوع کی سیاسی حیثیت ایسی ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کا مفاد اسی میں ہے۔ کہ انہیں ہندوستانی ایمپائر اور دوسرے ملکوں کے درمیان جو ہندوستان پر قبضہ کرنے اور بحیرہ عرب اور بحیرہ روم پر تسلط قائم کرنیکی آرزو رکھتے ہیں حائل رکھا جائے۔ روس برطانیہ کی طرف سے مزاحمت کیوجہ سے قسطنطنیہ پر قابض نہیں ہوسکا۔ اور ترکی کو روس سے بچانے کی خاطر کریمین جنگ (Crimean War) میں برطانوی قوم نے اپنا خون تک بہا دیا تھا۔ اگر برطانیہ اور ہندوستان کے تعلقات منقطع ہو جائیں۔ اور انگلستان کو ہندوستان سے کوئی دلچسپی نہ رہے۔ تو اس صورت میں دنیا کی کوئی طاقت اسلامی سلطنتوں کو روسی بالشویکوں یا اٹلی اور جرمنی ایسے ڈکٹیٹر پرست ملکوں یا چین اور جاپان کی آئندہ معرض وجود میں آنیوالی متحدہ حکومت سے بچا نہیں سکیگی۔ بنا بریں احرار کی کانگریس کے ساتھ متحد العمل ہونیکے لئے مسلمانوں سے اپیل مسلمانوں کے بہترین مفادات کے سخت منافی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ احرار کی ان باتوں پر ہرگز کان نہ دھریں۔ کیونکہ ان کی باتوں کو درخور اعتنا سمجھنا گویا اپنے آپ کو سیاسی ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنا ہے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء پر بیعت کرنے والوں کی فہرست

احرار کی کھلی ہوئی شکست اور احمدیت کی نمایاں فتح

خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی زمانہ میں کوئی مامور اور مرسل ایسا نہیں آیا جس کی ظلمت کے فرزندوں اور تاریکی کے دلدادوں نے مخالفت نہ کی ہو۔ اور تو اور سید ولد آدم فخر موجودات سرور دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو کامل طور پر اپنا جلوہ دکھایا۔ اور جن کا خدا نمائی میں ثانی نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ان کی بھی باطل پرستوں نے سخت مخالفت کی۔ اور آپ کے خلاف انتہائی زور لگایا۔ مگر باوجود اس کے سعید الفطرت لوگوں کو وہ روک نہ سکے۔ اور ہر وہ شخص جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کیا۔ جہاں آپ کی قوت قدسی اور کامیابی کا نشان بنا۔ وہاں آپ کے مخالفین کی شکست کا ثبوت ٹھہرا۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر کے اسلام کے حقیقی پیروؤں میں داخل ہو رہا ہے۔ وہ آپ کی صداقت کا نشان اور آپ کے مخالفین کی ناکامی و نامرادی کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ کیونکہ سنت اللہ کے مطابق آپ کی بھی بے انتہا مخالفت کی جا رہی ہے۔ مخالفین آپ کے خلاف ناخنوں تک کا زور لگا رہے ہیں۔ اور سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کوئی فرد بشر آپ کا نام تک نہ لے۔ ان حالات میں ہر وہ شخص جو آپ کو قبول کرتا اور آپ کی جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ ان تمام مورچوں کو فتح کر کے اور ان تمام خندقوں کو عبور کر کے آتا ہے۔ جو معاندین نے احمدیت سے روکنے کے لئے بنا رکھی ہیں۔ اور تمام مخالفین کو شکست فاش دے کر اور تمام دشمنوں پر غلبہ حاصل کر کے منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔

آج کل احرار اور ان کے ظاہرہ و پوشیدہ مددگار جماعت احمدیہ کے خلاف جس قدر زور لگا رہے ہیں۔ اور لوگوں کو احمدیت سے روکنے کے لئے جو نہایت ہی شرمناک اور اخلاق سے گری ہوئی کوششیں کر رہے ہیں۔ ایک طرف انہیں دیکھئے اور دوسری طرف اس فہرست پر نظر ڈالئے جو اسی صفحہ پر درج ہے۔ اور پھر بتائیے۔ ہر ایک نام جو اس میں درج ہے۔ وہ احرار کی کھلی ہوئی شکست اور احمدیت کی نمایاں فتح کا ثبوت ہے۔ یا نہیں۔ یقیناً ہے۔

۲۴۷۔ ماسٹر علی محمد صاحب — ضلع منٹگمری
۲۴۸۔ چوہدری اللہ دتا صاحب — 〃 〃
۲۴۹۔ بابو صاحب — 〃 〃
۲۵۰۔ غلام محمد صاحب — 〃 〃
۲۵۱۔ چوہدری شیر محمد صاحب — 〃 شیخوپورہ
۲۵۲۔ خدیجۃ الکبریٰ صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۵۳۔ زیادت صاحبہ — 〃 شیخوپورہ
۲۵۴۔ محمودہ بیگم صاحبہ — 〃 دہلی
۲۵۵۔ کنیز فاطمہ صاحبہ — 〃 گورداسپور
۲۵۶۔ غلام فاطمہ صاحبہ — ضلع فیروزپور
۲۵۷۔ شریفہ بی بی صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۵۸۔ بھاگ بھری صاحبہ — 〃 گجرات
۲۵۹۔ رشیدہ بیگم صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۶۰۔ مہر جہاں بیگم صاحبہ — 〃 کانپور
۲۶۱۔ نور صفیہ صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۶۲۔ عائشہ بی بی صاحبہ — 〃 〃
۲۶۳۔ اقبال بیگم صاحبہ — 〃 〃
۲۶۴۔ سلامت بی بی صاحبہ — 〃 گورداسپور
۲۶۵۔ ممتاز بیگم صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۶۶۔ مہر النساء صاحبہ — 〃 گورداسپور
۲۶۷۔ رابعہ بی بی صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۶۸۔ نصرت بیگم صاحبہ — 〃 لاہور
۲۶۹۔ وزیر بیگم صاحبہ — 〃 〃
۲۷۰۔ آمنہ بی بی صاحبہ — 〃 گجرات
۲۷۱۔ سرفراز بیگم صاحبہ — 〃 لاہور
۲۷۲۔ سعید بی بی صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۷۳۔ مہتاب بی بی صاحبہ — 〃 جہلم
۲۷۴۔ امۃ الاسلام صاحبہ — 〃 لاہور
۲۷۵۔ رحم نور صاحبہ — 〃 جہلم
۲۷۶۔ سلیمہ بیگم صاحبہ — 〃 جالندھر
۲۷۷۔ غوثی بیگم صاحبہ — 〃 جہلم
۲۷۸۔ فضل نور صاحبہ — 〃 〃
۲۷۹۔ زہرہ بیگم صاحبہ — 〃 〃
۲۸۰۔ رحمت بی بی صاحبہ — 〃 گورداسپور
۲۸۱۔ بسم اللہ بیگم صاحبہ — 〃 ہوشیارپور
۲۸۲۔ آمنہ بیگم صاحبہ — 〃 〃
۲۸۳۔ سردار بی بی صاحبہ بنت اللہ دتا صاحب — ضلع سیالکوٹ
۲۸۴۔ 〃 اللہ بخش صاحب — 〃 〃
۲۸۵۔ 〃 خیر الدین صاحب — 〃 〃
۲۸۶۔ حنیفہ بیگم صاحبہ — ضلع لدھیانہ
۲۸۷۔ عمر حسنی صاحبہ — 〃 ہوشیارپور
۲۸۸۔ سارہ بی بی صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۸۹۔ مختار بیگم صاحبہ — 〃 گورداسپور
۲۹۰۔ برکت بی بی صاحبہ — ضلع سیالکوٹ
۲۹۱۔ عالم بی بی صاحبہ — 〃 گوجرانوالہ
۲۹۲۔ رسول بی بی صاحبہ — 〃 〃
۲۹۳۔ ریشم بی بی صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۲۹۴۔ ملکہ بیگم صاحبہ — 〃 جہلم
۲۹۵۔ رشیدہ صاحبہ — 〃 منٹگمری
۲۹۶۔ حسین بی بی صاحبہ بنت محمد بخش صاحب — ضلع سیالکوٹ
۲۹۷۔ اللہ رکھی صاحبہ — ضلع سیالکوٹ
۲۹۸۔ برکت صاحبہ — 〃 گورداسپور
۲۹۹۔ خدیجہ بیگم صاحبہ — 〃 لاہور
۳۰۰۔ عزیزہ بیگم صاحبہ — 〃 گورداسپور
۳۰۱۔ مبارکہ بیگم صاحبہ — 〃 〃
۳۰۲۔ آمنہ بیگم صاحبہ — 〃 لاہور
۳۰۳۔ شریفہ بی بی صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۳۰۴۔ رشیدہ بیگم صاحبہ — 〃 〃
۳۰۵۔ فاطمہ بی بی صاحبہ — ضلع سیالکوٹ
۳۰۶۔ سردار بی بی صاحبہ — 〃 سرگودہا
۳۰۷۔ عزیز فاطمہ صاحبہ — 〃 گجرات
۳۰۸۔ احمد بی بی صاحبہ — 〃 سرگودہا
۳۰۹۔ صفیہ بیگم صاحبہ — 〃 گجرات
۳۱۰۔ سردار صاحبہ — 〃 〃
۳۱۱۔ زبیدہ بیگم صاحبہ — ضلع گجرات
۳۱۲۔ رسول بی بی صاحبہ — 〃 سرگودہا
۳۱۳۔ عصمت بی بی صاحبہ — 〃 لائلپور
۳۱۴۔ آمنہ بی بی صاحبہ — 〃 گجرات
۳۱۵۔ محمودہ بیگم صاحبہ — 〃 〃
۳۱۶۔ احمد ال صاحبہ — 〃 گورداسپور
۳۱۷۔ محمد بی بی صاحبہ — 〃 لائلپور
۳۱۸۔ فاطمہ بی بی صاحبہ — 〃 جہلم
۳۱۹۔ غلام بی بی صاحبہ — ضلع گورداسپور
۳۲۰۔ رحیم بی بی صاحبہ — 〃 〃
۳۲۱۔ ریشم بی بی صاحبہ — 〃 سیالکوٹ
۳۲۲۔ شریف بی بی صاحبہ — 〃 گورداسپور
۳۲۳۔ بہشت بی بی صاحبہ — 〃 گجرات
۳۲۴۔ مسماۃ حمیدہ بیگم صاحبہ — 〃 شیخوپورہ
۳۲۵۔ مسماۃ تاج بیگم صاحبہ — 〃 گجرات
۳۲۶۔ 〃 فردوس بیگم صاحبہ — 〃
۳۲۷۔ 〃 عائشہ بی بی صاحبہ — 〃 سرگودہا
۳۲۸۔ 〃 جنت بیگم صاحبہ — ریاست پٹیالہ
۳۲۹۔ 〃 ممتاز بیگم — 〃 گجرات
۳۳۰۔ 〃 رسول مقبول — 〃
۳۳۱۔ 〃 مریم بیگم صاحبہ — ریاست نابھہ
۳۳۲۔ 〃 برکت بی بی صاحبہ — سیالکوٹ
۳۳۳۔ مسماۃ بدھی صاحبہ — گجرات
۳۳۴۔ 〃 عنایت بی بی صاحبہ — سیالکوٹ
۳۳۵۔ 〃 رحمت بی بی صاحبہ — لائلپور
۳۳۶۔ 〃 بخت بھری صاحبہ — منٹگمری
۳۳۷۔ 〃 فتح بی بی صاحبہ — سرگودہا
۳۳۸۔ 〃 سکینہ بی بی صاحبہ — سیالکوٹ
۳۳۹۔ 〃 نذیر بیگم صاحبہ — 〃
۳۴۰۔ 〃 رقیہ بی بی صاحبہ — گوجرانوالہ
۳۴۱۔ 〃 برکت بی بی صاحبہ — سیالکوٹ
۳۴۲۔ 〃 مبارکہ بی بی صاحبہ — گوجرانوالہ
۳۴۳۔ 〃 بلقیس بیگم صاحبہ — منٹگمری
۳۴۴۔ 〃 محمد بی بی صاحبہ — سرگودہا
۳۴۵۔ 〃 محمودہ بیگم صاحبہ — سیالکوٹ
۳۴۶۔ مسماۃ نواب بی بی صاحبہ بنت محمد الدین صاحب — سیالکوٹ
۳۴۷۔ 〃 رابعہ بی بی صاحبہ بنت علی گوہر صاحب — 〃
۳۴۸۔ 〃 عائشہ بی بی صاحبہ — 〃
۳۴۹۔ 〃 محمد بی بی صاحبہ — 〃
۳۵۰۔ 〃 بیگم صاحبہ — 〃
۳۵۱۔ 〃 ہاجرہ بیگم صاحبہ — گورداسپور
۳۵۲۔ 〃 جنت بی بی صاحبہ — 〃
۳۵۳۔ مسماۃ رابعہ بی بی صاحبہ بنت اللہ دتا صاحب — سیالکوٹ
۳۵۴۔ 〃 زینب بی بی صاحبہ — 〃
۳۵۵۔ 〃 حسین بی بی صاحبہ بنت مرزا خان صاحب — 〃
۳۵۶۔ 〃 ریشم بی بی صاحبہ — گوجرانوالہ
۳۵۷۔ 〃 رسول بی بی صاحبہ بنت حاکم خان صاحب — سیالکوٹ
۳۵۸۔ 〃 حسن بی بی صاحبہ — 〃
۳۵۹۔ 〃 رحمت بی بی صاحبہ — 〃
۳۶۰۔ 〃 فاطمہ بی بی صاحبہ — 〃
۳۶۱۔ 〃 فیروزہ بیگم صاحبہ — 〃

سٹاکسٹس (۱) میسرز پریم سنگھ اینڈ سنز مردان (۲) میسرز نانک سنگھ اینڈ سنز۔ راولپنڈی (۳) بمبئی سٹور لمیٹڈ جالندھر شہر (۴) میسرز شانتی سروپ جین اینڈ برادرس ہوشیارپور (۵) میسرز دولت رام منوہر لال بٹالہ (۶) ایڈورڈ میڈیکل ہال ملتان (۷) میسرز گوپال داس برادرس لاہور چھاؤنی۔ (۸) میسرز لال چند اینڈ کمپنی سیالکوٹ (۹) میسرز سندر سنگھ اینڈ سنز نوشہرہ (۱۰) میسرز جیون مل ہربنس لال۔ راولپنڈی:

جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے

تریاق دماغ یہ دوا دل و دماغ کو بیحد تقویت پہونچاتی ہے۔ اگر امتحان میں اول رہنا ہو۔ اگر مدبر اور عقلمند بننا ہو۔ اگر جج بیرسٹر اور قانون دان بننا ہو سائنس میں درجہ کمال پر پہنچنا ہو تو تریاق دماغ استعمال کیجئے۔ تریاق دماغ سے کیسا ہی کند ذہن، غبی انسان ہو، نہایت ذہین بن سکتا ہے۔ دل و دماغ کے قوت پہنچانے میں لاثانی دوا ہے۔ جس کا ہزاروں آدمی تجربہ کر چکے ہیں استعمال کر کے دیکھئے۔ اختلاج قلب کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت ۳؎ تین روپیہ:

اکسیر بانجھ وہ بانجھ عورتیں جو اولاد ہونے سے بالکل محروم ہیں۔ اور اس حسرت میں نہایت غمگین ہیں۔ کہ افسوس ہمارے بعد ہماری نسل منقطع ہونیوالی ہے۔ وہ ہرگز نہ گھبرائیں، بصد شوق یہ دوا استعمال کریں۔ قطعی اولاد پیدا ہوگی۔ ہزارہا بانجھ عورتیں اس دوا سے صاحب اولاد ہو گئیں نہایت مجرب دوا ہے قیمت ۳؎ تین روپیہ:

اکسیر دمہ و کھانسی کیسا ہی پرانا دمہ یا کھانسی ہو۔ اس دوا سے دور ہو جاتا ہے۔ اور پھر کبھی نہیں ہوتا ہے۔ پہلی ہی خوراک میں اپنا فائدہ دکھاتی ہے۔ نہایت مجرب و آزمودہ ہے۔ جس کا صدہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے۔ ضرور تجربہ فرمایئے۔ جبکہ آپ تمام دوائیں کر کے تھک چکے ہوں۔ اس وقت (اکسیر دمہ و کھانسی) ضرور استعمال فرمائیں۔ قیمت دو روپیہ۔ **نوٹ**:۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہو سکتی ہے۔ فہرست دواخانہ مفت منگوائیں:

ہر مرض کی مجرب دوا منگانے کا پتہ:۔ **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ**

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی حسن شاہ ولد نواب شاہ ذات قریشی سکنہ پیر عبدالرحمن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۸/۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۲/۳۵

دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی محمد ولد فتح محمد ذات بھٹی سکنہ چک ۱۳۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳۱/۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۴/۱۲/۳۵

دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی پہلوان ولد بہاول ذات کوبھار سکنہ موضع ٹھگو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۸/۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵

دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

رسالہ رہبر باغبانی لاہور

رسالہ رہبر باغبانی زیر ادارت مسٹر ایف۔ ای اختر۔ ورسٹر ایل ایس سی ملک ماہر زراعت (ایگریکلچر) لاہور سے شائع ہو رہا ہے جسمیں زراعت باغبانی کے اصولوں پر سائنٹیفک طریق سے بحث کیجاتی ہے۔ جو زراعت پیشہ اصحاب کے لئے خصوصیت سے کارآمد ہوتی ہے۔ چندہ سر دست صرف ایک روپیہ رکھا گیا ہے۔ تاکہ غریب سے غریب زمیندار بھی مستفید ہو سکے۔ نمونہ حتی الامکان مفت ارسال کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام اسکی سرپرستی فرما کر مہربانی رسالہ کی حوصلہ افزائی فرماویں۔ ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ رہبر باغبانی کشمیری بازار لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

روما ۱۵ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ۲۰ جنوری کو لیگ اوف نیشنز کا جو اجلاس منعقد ہوگا۔ اطالیہ اس میں شرکت نہیں کرے گا۔

نیویارک ۱۵ جنوری۔ امریکہ میں ایک ہوائی جہاز گر جانے سے سترہ اشخاص ہلاک ہوئے۔ ہلاک شدگان میں ۱۴ مسافر اور تین ہوا باز ہیں۔

لاہور ۱۵ جنوری۔ کرپان مورچہ کے سلسلہ میں قانون شکنی کے لئے سردار سمپورن سنگھ ایم ایل سی ۱۹ جنوری کو ایک سکھ جتھہ کی رہنمائی کریں گے۔

ماسکو ۱۵ جنوری۔ روس کے آئندہ سال کے بجٹ میں فوجی اخراجات کے ۱۹۳۵ء کی نسبت دوگنا پیش کیا گیا ہے۔ یہ زائد روپیہ روس کے فوجی استحکامات کے لئے صرف ہوگا۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ انگلستان کی بحری تجارت کے اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اٹلی کے خلاف پابندیوں کے نتیجہ میں انگلستان کی تجارت برآمد میں کمی واقع ہوگئی ہے۔

لکھنؤ ۱۵ جنوری۔ یوپی کی بیکاری کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوگئی۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ جدید پیشے معلوم کئے جائیں اور یونیورسٹیوں میں صنعتی تعلیم دی جائے۔

پیرس ۱۵ جنوری۔ عدیس آبابا سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حبشی افواج میکالے کو مرکز بنا کر تگرے کے علاقہ پر حملہ کردیں گی شہنشاہ حبشہ خود میدان جنگ کو جائیں گے۔ اگرچہ ملکہ اور سربرآوردہ پادری شہنشاہ کو میدان جنگ کو جانے سے روکتے ہیں لیکن انہوں نے جانے کا عزم کرلیا ہے۔

کراچی ۱۵ جنوری۔ سندھ میں سردی کی شدت کے باعث کئی جانیں نمونیہ کا شکار ہوگئی ہیں۔ اور متعدد مویشی ہلاک ہوگئے ہیں۔

ٹوکیو ۱۵ جنوری۔ لنڈن کی بحری کانفرنس سے جاپان کی علیحدگی پر مہر ثبت ہوگئی ہے جاپان نے جنرل نگانو کو واپس بلانے کے لئے برقیہ بھیج دیا ہے۔

ڈیسی ۱۵ جنوری۔ دو دن سے اطالوی طیارے شاہ حبشہ کے ہیڈ کوارٹرز کے اوپر پرواز کر رہے ہیں۔ حبشی باشندے بمباری کی زد سے بچنے کے لئے تہ خانوں میں پناہ گزین ہوگئے ہیں۔ لیکن بم اندازی نہیں ہوئی۔

لاہور ۱۵ جنوری۔ گوردوارہ شہید گنج میں مداخلت بے جا کرنے کے الزام میں اس شخص کو جس نے وہاں جاکر اذان دی تھی۔ شیخ عبدالعزیز مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت نے چھ ماہ قید با مشقت کی سزا دی ہے۔

کراچی ۱۵ جنوری۔ کراچی کے ایک ہندو لیڈر مسٹر لالہ ہرکشن لال کے خلاف فریب دہی کا جو مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ اس کے سلسلہ میں لالہ ہرکشن لال کو بطور قیدی شکارپور میں لے جایا جائے گا۔

عدیس آبابا ۱۵ جنوری۔ صوبہ اگادن میں اطالوی ہوائی جہازوں نے شہر انیل پر شدید بمباری کی۔ زہریلی گیس والے بم بھی استعمال کئے۔

روما ۱۵ جنوری۔ سرکاری حلقوں میں اس خبر کی تردید کی جا رہی ہے۔ کہ تعزیری کارروائی کی توسیع کے باوجود اطالیہ جمعیت اقوام سے علیحدہ نہیں ہوگا۔

پورٹ لینڈ ۱۵ جنوری۔ شمالی امریکہ کے ساحل کے قریب بحر الکاہل میں طوفان کے باعث دو جہاز ٹوٹ گئے۔ جس کے نتیجہ میں ۴۳ اشخاص ڈوب کر ہلاک ہوگئے۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ جنوبی ٹائرل میں اٹلی سے فوجیں بھیجی جا رہی ہیں۔ کیونکہ وہاں اطالوی سپاہی اٹلی کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہے ہیں۔ بہت سے اطالوی سپاہی آسٹریا میں پناہ گزین ہیں۔ کیونکہ وہ جنگ حبشہ سے تنگ آچکے ہیں۔

مکہ معظمہ (بذریعہ ڈاک) حجاز اور یمن کی حدود کا فیصلہ کرنے کے لئے حکومت حجاز اور حکومت یمن نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو عنقریب اپنا کام شروع کردے گی۔

لاہور ۱۵ جنوری۔ آج سب جج درجہ اول لاہور کی عدالت میں رائے بہادر لالہ رام سرن داس ممبر کونسل اوف سٹیٹ کے چوہدری حسین علی مجسٹریٹ اور صالح محمد سب انسپکٹر پولیس کے خلاف ہرجانہ کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ مزید سماعت ۲۵ اپریل پر ملتوی کی گئی ملزمان کے خلاف یہ الزام ہے۔ کہ انہوں نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے رائے بہادر کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کیا۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) ایک ترکی اخبار کا بیان ہے۔ کہ اگر مصر کو کوئی خطرہ پیش آیا۔ تو برطانیہ۔ ترکی۔ اور یونان متحدہ طور پر اس کی امداد کریں گے۔

انگورہ ۱۵ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی۔ ایران۔ افغانستان اور عراق کے وزراء خارجہ کی ایک کانفرنس عنقریب بغداد میں مشرقی ایشیائی ممالک میں اتحاد قائم کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوگی۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ انگلستان کے شاہ معظم ڈیوک جارج پنجم کی حالت ابھی تک تشویش ناک ہے۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ برطانوی ریڈ کراس سوسائٹی کا دوسرا دستہ آئندہ ہفتہ تک حبشہ کے شمال مغربی محاذ کو روانہ ہو جائیگا

نئی دہلی ۱۵ جنوری۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ریلوے کی آمدنی کا اندازہ جو ۱۷ فروری کو اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ بجٹ کے اندازہ سے بہت کمی ظاہر کرے گا اس میں ساڑھے تین کروڑ روپے کی کمی واقع ہوگی

امرتسر ۱۵ جنوری۔ گیہوں تیار ۲ روپے ۵ آنے۔ نخود تیار ۲ روپے ۱ آنہ بمبئی سونا تیار ۳۴ روپے ۱۱ آنے۔ چاندی تیار ۴۹ روپے ۷ آنے ہے۔

عدیس آبابا ۱۵ جنوری۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ راس سیوم کی فوجوں نے اطالوی فوجوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ جس میں ۷۵ اطالوی ہلاک ہوئے۔ مشین گنوں رائفلوں اور اشیائے خوردنی پر قبضہ کرلیا۔ حبشی فوج کے چھ اشخاص ہلاک اور نو زخمی ہوئے۔

سٹاک ہالم (سویڈن) ۱۵ جنوری وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ سویڈن کے سفیر مقیم روما نے سویڈش ریڈ کراس سوسائٹی پر اطالوی طیاروں کی بمباری کے خلاف احتجاجی مکتوب حکومت اطالیہ کے سپرد کردیا ہے۔ اس میں اس بات کا مطالبہ کیا ہے۔ کہ حادثہ کی آزاد تحقیقات کی جائے۔

نئی دہلی ۱۵ جنوری۔ ساتھ کانگرسی رہنماؤں نے عہدوں کی عدم قبولیت کے سلسلہ میں ایک اعلان مرتب کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ کانگرس ایک ایسے آئین کے ماتحت عہدے قبول نہیں کرسکتی۔ جس کی تشکیل ملوکیت پرستوں نے کی ہو۔

نئی دہلی ۱۵ جنوری۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ڈاکٹر ضیاء الدین اور دیگر ممبران نے یہ ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ ہندوستان میں عراقیوں پر وہ تمام پابندیاں عاید کی جائیں۔ جو عراق میں ہندوستانیوں پر عائد ہیں۔

امرتسر ۱۵ جنوری۔ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے امرتسر میں شہید گنج کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ چنانچہ یہ کانفرنس ۱۷، ۱۸، ۱۹ جنوری کو منعقد ہوگی کانفرنس کا پروگرام بھی شائع کردیا گیا ہے۔

لاہور ۱۵ جنوری۔ ۳۰ نومبر کو ہندوؤں اور سکھوں کا جو جلوس نکلا اس میں اکثر جتھے مسلمانوں کے خلاف نہایت دل آزار اور اشتعال انگیز نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس نے ایسے دس سکھوں کو گرفتار کیا ہے۔ آج ان کی سٹی کوتوالی میں باقاعدہ طور پر شناخت پریڈ ہوئی۔ مزید گرفتاریوں کی توقع ہے۔

نئی دہلی ۱۵ جنوری۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بلا ٹکٹ ریل گاڑیوں میں سفر کے انسداد کے لئے ایک بل مارچ کے آخیر یا اپریل کے شروع میں اسمبلی میں پیش کیا جائیگا۔ اس میں بعض عارضی تجاویز سوچی [illegible]

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی